

۱۲
مسئالتك

۱۲
عقائتك

بلاش

پير مائنه محمد شمس الدين قاسمي

توليد مائنه محمد شمس الدين قاسمي ۱۳۰۲ هـ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

Figure 1

۲۲ مسائل و حل آنها

مفتی

محقق اہل سنت و اہل ایمان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رفیع نقشبندی قادری

اشاعت

بمراجعة

آذربایجان

1,900

$$f_{\text{max}} = \frac{1}{2} f_{\text{min}}^2 / f_c$$

حاتم محمد خالد محمود، مفتي محكمة في جهاز الدين فون: 508778

گیدو گلب: آغا علی

[illegible]

تاریخ

دارالعلوم جلالہ نقشبندیہ منگلہ کالونی ضلع جہلم

 $2\sqrt{2}$

فہرست مضامین

2

12

12

13

15

سید الفیض

17

18

18

21

21

22

24

24

26

27

28

علاء الدين خاتم صاقلین

مسئلہ نمبر ۳ نمازی نماز میں سورۃ فاتحہ سے قبل تسبیح (بسم اللہ شریف)

29 آہستہ پڑے، آواز بلند نہ پڑے کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔

ثبوت میں ۶۰ احادیث مبارکہ 29

32 عقل نقاض

33 اعتراضات و جوابات

34 احادیث کثیرہ و صحیحہ کے مقابلے میں شاذ حدیث ناقابلِ عمل ہے۔

34 صحا و ابراهيم ان لتتم صا قين

مسئلہ نمبر ۴ امام کے پیچھے مقتدی کا تلاوت قرآن کرنا سخت منع ہے ... 35

35 .. . آیات پنهان

ثبوت میں ۳۳ احادیث مہارکہ 36

40 فصل نقاد

مراضات الرجال .. 40

42 --- اقوالِ صحابہ کرامؓ

43 لیر مقلدین سے ہمارے سوالات

44 عاتق اور عاتق ان لفظ صاف

سلسلہ نمبر ۵ جہنمازی کیلئے انشاء اللہ ہوا مقتدی ہوا منظور ہوا نماز جہری ہوا

45 ...

دست میں ۲۶ احادیث مبارکہ 45

49 مکی مکہ

50 فتراضات و اجازات

51 عاتقوا بر عاتقكم ان تقسم صاويكم

۶۔ رکوع میں جائے اور رکوع سے اچھے وقت پہلے یہ پڑھنا مکمل اور

52 (الف) عت ہے

52

57

57 . اہل بیت علیہم السلام کے احوال و حالات مطبوع ہیں

58

53 حاتونہ صاحبہ ان کے متحرک ساتھی تھیں

۱۰۔ وہ اس سے کہہ رہا تھا کہ وہ اس کی

[illegible]

64 ۱۴ احادیث مبارکہ

66

حیات و عالم ان کلام صادقین .

۸۰۔ طبعی طور پر، ہر تری قیماں لگتین ہیں۔ ۸۷۔

۶۸ ایجاوٹ مہارگہ ۶۷

71

74 لی ۳ رابطہ ہونے ثبوت میں آخر دینا سیم رحمۃ کے القوال نڈیں

[illegible]

77 نقل فاضل

78 عاتق ابر صائم ان لقم صا قمين

مسئلہ نمبر ۹ وہ کی آخری رکت میں قرأت نے بعد رکوع سے پہلے دعائے خیر پڑھ

گلی سدا سداں پڑھنا سنت ہے۔ جبکہ انکے خلاف کرنا سخت برا ہے۔۔۔ 79

79

82 اوقات میں اقوال صحابہؓ اور اقوال ائمہؒ

83 عايشه كلام

عما تو ابر حاتم ان لستم صادقين 83

مسئلہ نمبر ۱۰ : وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں بالخصوص نماز فجر میں قنوت پڑھنا

ختم منع ہے 84

ثبوت میں ۱۲ احادیث مبارکہ 84

واللہ اعلم 88

تمام نمازی کی تحقیق 89

خلاصہ کلام 89

پیشچ : حاتوا بر حاکم ان کتلم صادقین 90

مسئلہ نمبر ۱۱ : مرد بیٹے سنت یہ ہے کہ اونوں القیام میں دایاں پاؤں کھڑا

رہے اور دایاں پاؤں نیچا کر ان پر بیٹھے۔ جبکہ عورت دونوں پاؤں دائیں جانب

اٹکال دے اور سینہ زمین پر رکھے 91

ثبوت میں ۱۳ احادیث مبارکہ 91

فتویٰ کرام کے نزدیک 94

خلاصہ کلام 98

پیشچ : حاتوا بر حاکم ان کتلم صادقین 98

مسئلہ نمبر ۱۲ : نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ

پڑھنا منع ہے اور غائب سنت ہے 97

ثبوت میں ۹ احادیث مبارکہ 97

خلاصہ کلام 104

پیشچ : حاتوا بر حاکم ان کتلم صادقین 104

دوسرا حصہ

۱۰۵ : وہابیوں، دوح بندوں کی فقہ کے ۱۲ مسائل عجیب

مسئلہ نمبر ۱ : پیشاب اور بھاق کر کے وقت ذکر کرنے سے بندہ تہمید نہیں کرتا

اور پیشاب، بھاق نہ کر کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی جائز ہے 106

۲ : وہابیوں نے نزدیک ہر درختہ خواہ وہ کھڑے ہو کر بھاق کیا ہے 106

۳ : وہابیوں کے نزدیک بھاق کرنے والے کھڑے ہو کر بھاق کیا ہے 106

۴ : وہابیوں کے نزدیک انسان کی مٹی پاک ہے 106

۵ : وہابیوں کے نزدیک چاندوروں کی مٹی بھی پاک ہے 107

۶ : وہابیوں کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں ہوتا 107

۷ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 107

۸ : وہابیوں کے نزدیک بھاق نکلنے سے وضو نہیں ہوتا 108

۹ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 108

۱۰ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 108

۱۱ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 108

۱۲ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 108

۱۳ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 109

تیسرا حصہ

۱۱۱ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 111

۱۱۲ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 112

۱۱۳ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 112

۱۱۴ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 112

۱۱۵ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 113

۱۱۶ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 114

۱۱۷ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 115

۱۱۸ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 115

۱۱۹ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 115

۱۲۰ : وہابیوں کے نزدیک کھیر پھوٹنے سے وضو نہیں ہوتا 116

- دہلیہ کا عقیدہ نمبر ۳ کٹر شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی چمک کسی اور کا نام لیا
جانتے تو ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا 117
- کنج اسلامی عقیدہ کٹر شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی چمک کسی اور کا نام لینے
سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے 117
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 117
- دہلیہ کا عقیدہ نمبر ۴ اگر آپ ﷺ کے زمانہ میں آپ کے بعد کوئی نبی فرض
کر لیا جاتا تو بھی غایت محمد پر ﷺ میں فرق نہ آوے گا 118
- کنج اسلامی عقیدہ حضور اللہ ﷺ آخری نبی ہیں۔ قیامت تک آپ ﷺ
کی نبوت و رسالت کا جھنڈا لہراتا رہے گا۔ آپ کوئی امتیازی فرضی نبی نہیں
آسکتا۔ اب نبوت کا دور وازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے 118
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 118
- دہلیہ کا عقیدہ نمبر ۵ رتہ تعالیٰ میں ہونا صرف نبی پاک ﷺ کا خاصہ نہیں۔
پہلے میں چند سو برس صدی کا مسموئی بھی رتہ تعالیٰ میں ہو سکتا ہے 120
- کنج اسلامی عقیدہ جیسے اللہ تعالیٰ تمام جہان کا ذات ہے اور وہ فقر و غنہ
دار ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کسی کیلئے خاص ذات ہیں 120
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 120
- دہلیہ کا عقیدہ نمبر ۶ وہ ہیں اور بندہ یوں کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کی صرف
انہی خصوصیات ہے کہ وہ بڑے بھالی ہیں اور یہ پھرتے بھالی ہیں 121
- صحیح اسلامی عقیدہ حضور اکرم ﷺ ہمارے روحانی باب کی حیثیت سے ہیں
بھالی نہیں ہیں 121
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 121
- دہلیہ کا عقیدہ نمبر ۷ وہ یوں بندہ یوں کے نزدیک حضور ﷺ بے اختیار
نہیں ہیں 123

- دہلیہ کا عقیدہ حضور چارے مصطفیٰ بخاریہ میں و آسمان و ارضہ کون و
..... 123
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 123
- دہلیہ کا عقیدہ نمبر ۸ وہ یوں اور یوں بندہ یوں کے نزدیک کسی نبی اور نبی کی کوئی
..... 126
- کنج اسلامی عقیدہ اللہ اور رسول ﷺ اور مسلمان اس عزت والے ہیں 125
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 125
- دہلیہ کا عقیدہ نمبر ۹ وہ یوں اور یوں بندہ یوں کے نزدیک قبر کے اندر حضور اکرم
..... 126
- کنج اسلامی عقیدہ نبی احیاء ہوا دانی یعنی ہمیشہ کی زندگی سے ناک ہیں۔
..... 126
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 126
- دہلیہ کا عقیدہ نمبر ۱۰ حضور ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ سے روایت ہے
..... 128
- کنج اسلامی عقیدہ حضور اللہ ﷺ کی بیویاں مسلمانوں کی روحانی مائیں
..... 128
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 128
- دہلیہ کا عقیدہ نمبر ۱۱ وہ یوں ہے نزدیک اسی بڑا ذات اعمال میں نہیں ہے
..... 129
- کنج اسلامی عقیدہ نبی کی مہارت کوئی کسی نہیں پہنچ سکتا۔ کچھ جہاں کی
مہارت ایک طرف نبی کی مہارت ایک طرف۔ نبی کی مہارت اور جہت کا وہ ہے
..... 129
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 129

- وایہ کا عقیدہ نمبر ۱۲ دیندے اس کے نزدیک نبی کریم ﷺ جیسا ہم تو سوا اللہ
 131 ہے، لیکن یہ تو بھی حاصل ہے۔ خواہ اللہ من ذالک
 صحیح اعلیٰ عقیدہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اس کے تمام علوم قیام کیلئے اپنے
 131 رسول قبول کیا کو جن لیا ہے
 131 ثبوت میں آیا ہے قرآن میں احادیث میں کہ
 133 انسانی و ما - - - - -

خصوصیات کتاب

ابو اسحاق بن علی۔

ب۔ باب ۵ چھ صدی ہجری جامع مسجد محمدیہ نوریدہ منگلا کالونی میں لکھا گیا اور
 محمد سرسری جامع مسجد غوثیہ البرٹ روڈ آکسٹن برمنگھم (برطانیہ) میں لکھا گیا۔

وحمده ونصلی علی رسولہ الکریم۔ انا بعد ما عودہ باللہ من
السلطان الرحیم بنص اللہ الخ حبس الرحیم والقدین آمنوا و عملوا
الصالحات اولئک اصحاب الجنة هم فیہا حللون
(ترجمہ) وہ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیا کرتے وہ جنت والے ہیں وہ انہیں
بمیشور میں ہے۔

یا در ہے کہ

ایمان سے بچنے کو بھی عمل صالح مقبول نہیں۔ لیکن عمل صالح کے بغیر ایمان مقبول
نہیں ہے۔ ایمانیں پر کوئی نام اور دھند ہو یا کھڑکی سیانی ہو یا بیرونی عمل صالح کرنے کی
دوسروں کو تائب بناتا ہے۔ اور خود بھی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی
رضاد و فتوحاتی سے جو جب اوٹیک اعمال میں جو ایمان سے ساتھ ہوں۔

اس ایمانیں ایسے سے طور پر کیا چھ نہیں کیا جاتا۔ خوبیوں میں جوں اور
دوروں پہلے سے اپنی ہستیاں مصلے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے تعلیمی ادارے بنائے جاتے
ہیں۔ ادارت اور تنظیمیں پہلے تو کھلی ستر، مسافر، پہلے سراسر، علاج، دیہوتی
انجمنیں، وہ فیروز سوسائٹیز، ٹیکہ برآمد بہت تیار کیا جاتا ہے۔ مگر یہ ایمان کوئی اللہ اور اس کے
مال، قبول کیا جو ایمان نہیں آتا، حقیقی اور افروزی، قات و کامرانی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔
ان ایسے کاموں کا دل اللہ تعالیٰ اس ایمان میں چکاڑتا ہے۔

معلوم ہوا کہ

علوم

فارس صلی بن مہریت اور دھڑ ایمان پر ہے۔ لیکن

ماں کی لیل و انھما: سرکار و عالم کی "محبت" پر ہے۔

ماں کے ارشاد فرمائی۔

لا یوحس احدکم حس انکون احب الیہ من والیدہ و ولدہ
والناس احب من الوص نفسہ

ا۔ ا۔ ا۔ میں سے ولی بھی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا۔

ب۔ تم میں سے کسی ایک اس سے ماں باپ اس کی اولاد اور دوسرے

دوسرے سے کہ اس کی اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ

ہوگا۔

نور مایا میں!

معاذ پر ایمان صرف آپ ہی سے بنی جاتا ہے چاہے وہ دنیا میں
میں ہو۔ یہ ایمان اللہ کی تیار بھی پہلے کی طرح آتی بھی ہم جن سے آگے تیار ہو
ہو۔ مگر وہ پورا ہو جتے ہوئے اس علت سے نکالنے کے لئے ہمیں اطمینان پر چلے اور پہلے
سے ایمان لاری ہم اللہ تبارک و تعالیٰ پر ایمان آ سکتے ہیں۔

ہم نے اللہ جل جلالہ کو اپنا معبود و حقیقی ان کے بتائے پر ہی تو مانا ہے۔ اگر

وہ ہمیں نہ داتا تو ہم اپنے خالق، مالک اور معبود پر ہی کیونکر ایمان آ سکتے تھے؟

معلوم ہوا کہ

ایمان سے باپ میں سرکار و عالم پہلے علی تبارک و تعالیٰ سے معلوم ہیں۔

یہ اپنے حام و دستور اور قاعدہ ہے کہ طلب ہم کی کامیابی و کامرانی، استقامتی عزت،
اور محبت میں مضمر ہے۔ جو استقامت، اپنے ٹیکے پہلے اپنے دل میں عزت، احترام،

چنانچہ آپ کا مومن اسرارِ رواہ عالم کو اپنے آپ سے اپنے ہاں چپ سے لپکے
آل اور اسے سب تعلقات سے جکھ ساری غافلت سے بڑھ کر غریب و محتاج اور محبوب رکھتا
ہے۔ وہ یہ جانتا ہے آپ ﷺ کی محبت اور مشق ہی انسان کی جان ہے۔

حضر: آغا و مشرین و بیوز و نو...: مبطل کر

اس کوشش میں تھیں۔ کہ کسی طرح مسلمانوں کے دل سے اُن کے نبی ﷺ کی محبت بچال جائے۔ جو یہ انتہائی بے ضرر اور محض سمورٹی اور دھوکا دہی کے مسلمانانِ رواج تھیں گے۔ کہ جنہیں اپنے مذہب و ملت کی حرمت کی کوئی پروا نہیں ہوگی۔

الحسوتی کہ

وہ کام جو کافر لوگ صدیوں میں نہ کر سکے خود مسلمانوں کے اندر کافروں کے انجینئرز نے کر دیا تھا شروع کرنا چاہیے، یہودیوں، ہندوؤں کے پراگیتہاس سازش میں ملوث ہو کر حضور ﷺ کی ذات کے بارے میں متنازع مسائل و عقائد گھڑنے لگے۔ اس طوفان کی ایک شکل خرمقلدیت، وہابیت، نجدیت اور دج بندیت ہے۔ بد بخت قبر، مقلد، جانی، انجیدی اور دج بندی ہر وقت اسی کوشش میں ہوتے ہیں کہ کسی طرف مسلمانوں کے اندر سے نئے متنازع مسائل و عقائد پیدا کیے جائیں۔ تاکہ ان کے دلوں میں موجود حقیقی مسئلے بھڑک اٹھیں اور پھار جائیں۔

پہلے عقیدے کے یہ جرم ہیود و ہنولہ ملی بھگت سے بڑی نیازی کے ساتھ ہر شہر پر
قریب بہت سی حملہ آور ہیں۔ ہماری منگہ کالونی میں بھی غیر مفیدیت، دہائیت، خفیہیت
اور بدچلنے سے بچنے والے ہیں۔ جو انجمنہ، بسیار کوشش سے بدچالوں کی تک منگہ
کالونی میں اپنی کوئی جگہ نہ پا سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم اہل سنت و الجماعت ان کے گروہوں کو
اخلاقی مکتبہ ہیں۔

اللہ عزوجل والا والجلال والا اکرام سے دعا ہے۔ کہ وہ ان بد بختوں

میں اپنی مخالفت میں رکھے۔ اور اپنے پیارے عیبِ قدس، سرکارِ
 علیہ السلام، کی بہت اور الہامی عشقِ مطلق فرما۔

[illegible]

۱۔ بات میں انداز اپ تھا۔ یعنی کسی سوال کے جواب نہ ۔۔۔ کا۔ اس
۲۔ خدا کا عالم جس سہرہ شریف کو ترجمہ بھی نہ کر کا۔ اس نوعی رفی رؤائی
عبر مقلدین و باغیانوں نے پکڑا دیں۔ اور رجعت اتکا لیا کہ ادا

۱۔ ۱۹۵۰ء میں ہارے کے بارے میں ۱۵۵۰ احادیث ہیں۔ میں نے اسے ایک سیدھی کتاب بنائی۔ ۱۹۵۰ء کا احادیث کے آؤ۔ سال ۲۰۰۰، فتح برما ۲۰۰۱، جنوری ۲۰۰۱ء میں ایک کتاب لکھا۔
۲۔ یہاں انگلیش میں مئی ۲۰۰۱ء ہے۔ مگر وہ شخص ۱۵۵۰ احادیث لکھا۔
۳۔ دوسری وجہ سے میں نے چار کتابچہ مختلف فیہ مسائل اور عقائد کے جن کا بیان کیا تھا۔
۴۔ اور جوئے بھلے سینوں کو دھڑکا دیا جاتا ہے کہ ہارے میں فقر آن و
بھگت رانی میں صاحب ملک بیان کروں۔ چنانچہ یہ کتاب میں نے لکھا میں کبھی شروٹ
۲۰۰۰ء دوسرا اور عقائد میں مشکل زمین حصوں میں منظر ہے۔ جن کا تعلق فیصلہ قبول
۱۹۵۰ء میں موجود ہے۔ البتہ مختصر ترتیب حسب ذیل ہے۔

- اصل مسئلہ اور الجھناوت مغل خلیفہ کے مطابق نماز کے ۱۲ مسائل سمجھو
- امامیوں اور بنوریوں کی جہدہ ۱۲ مسائل جمیعہ
- امامیوں اور بنوریوں کے ۱۲ مقتدرہ باطلہ ڈنار
- اصل مسئلہ اور الجھناوت کے اسلامی ۱۲ مقتدرہ سمجھو

یہ کتاب میں نے اس لئے لکھ دی ہے کہ عوام اہل سنت کے پاس دلائل کا ذخیرہ
 موجود ہو۔ اور اگر کوئی سر بھرا ان کو پرکھنا چاہے تو اس کو منہ توڑ جواب دے سکیں۔
 میں نے اس کتاب کا نام ۱۲ مسائل و ۱۴ عقائد تجویز کیا ہے۔
 آج ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء بمقام جامع مسجد غوثیہ اس کتاب کی تکمیل سے فارغ ہوا۔ جو
 کوئی اس سے استفادہ کرے مجھ کو ہکا ر کیلئے دہانے خبر کرے۔

طاب ثوابہ

پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد غوثیہ '۲۲۷'، المہرٹ روڈ،
 آسٹن، برٹنیم، برطانیہ

سہ ماہی

۱۲ مسائل صحیحہ

اہل سنت والجماعت حنفی مذہب کے
 مطابق

عن أبي حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال دخل في الصلاة كثير
من أصحابنا فقاموا معه

مسئلہ 1

”فماز میں مردوں کیلئے کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ صرف کنڈھوں تک
ٹٹا ق سنت ہے۔“

کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے ثبوت میں احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر ۳۳۱

بخاری و مسند احمدی میں حضرت مالک بن نویرؓ سے روایت ہے۔

عن أبي حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال كثير رفع يديه حتى نحدي أذنيه و هي
لعقد حتى نحدي بهما فزوع أذنيه.

ترجمہ

حضور نبی کریم ﷺ جب تکبیر فرماتے تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں تک اٹھاتے۔ دیگر
الفاظ یہ ہیں کہ کانوں کی لو تک اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۳

ابوداؤد و ترمذی میں حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے۔

روایت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فتح الصلوة رفع يديه الى قريب
من أذنيه ثم لا يعود.

ترجمہ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب نہ شروع فرماتے تو اپنے مبارک ہاتھ
کان کی لو تک اٹھاتے پھر رفع یدین نہ فرماتے بلکہ ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۳

مسند شریف میں حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے۔

عن أبي حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال كثير رفع يديه حتى نحدي أذنيه و هي
لعقد حتى نحدي بهما فزوع أذنيه.

عن أبي حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال كثير رفع يديه حتى نحدي أذنيه و هي
لعقد حتى نحدي بهما فزوع أذنيه.

عن أبي حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال كثير رفع يديه حتى نحدي أذنيه و هي
لعقد حتى نحدي بهما فزوع أذنيه.

عن أبي حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال كثير رفع يديه حتى نحدي أذنيه و هي
لعقد حتى نحدي بهما فزوع أذنيه.

۱۱۴

عن أبي حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال كثير رفع يديه حتى نحدي أذنيه و هي
لعقد حتى نحدي بهما فزوع أذنيه.

عن أبي حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال كثير رفع يديه حتى نحدي أذنيه و هي
لعقد حتى نحدي بهما فزوع أذنيه.

عن أبي حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال كثير رفع يديه حتى نحدي أذنيه و هي
لعقد حتى نحدي بهما فزوع أذنيه.

۱۳۴۱۲

عن أبي حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال كثير رفع يديه حتى نحدي أذنيه و هي
لعقد حتى نحدي بهما فزوع أذنيه.

عن أبي حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال كثير رفع يديه حتى نحدي أذنيه و هي
لعقد حتى نحدي بهما فزوع أذنيه.

ترجمہ

جب حضور اکرم ﷺ نماز شروع فرمائے کیلئے پھیر فرماتے تو یہاں تک اپنے ہاتھ اٹھاتے کہ آپ ﷺ کے انگوٹھے کانوں کی گدیہ کے مقابل ہو جائے۔

حدیث نمبر ۱۳

ابوداؤد نے حضرت داؤد بن جریج سے روایت کی۔

ابن القتییبہ سنن ابی داؤد و صحیح یحییٰ بن حمزہ کلثب بجمیل منکبہ و حلی
جامعہ صیغہ اذنیہ

ترجمہ

نبی کریم ﷺ رؤف الرحیم ﷺ نے ہاتھ مبارک اٹھائے یہاں تک کہ ہاتھ شریف تو کندھوں کے مقابل اور انگوٹھے کانوں کے مقابل ہو سکے۔

حدیث نمبر ۱۵

دارقطنی نے حضرت برادر بن عبد اللہ سے روایت کی۔

ابن زبایہ التیمی سنن ابی داؤد و صحیح یحییٰ بن حمزہ کلثب بجمیل منکبہ و حلی
ادبہ ثم بعد الیٰ سننہ من ذالکذا حتیٰ فرغ من صلواتہ۔

ترجمہ

جب شب انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے یہاں تک کہ انگوٹھے کانوں کے مقابل فرما دیا، پھر نماز سے فراغت تک دینے میں نہ فرمایا۔ یعنی ہاتھ نہ اٹھا۔

حدیث نمبر ۱۶

طحاوی شریف نے حضرت ابو سعید سادی سے روایت کی۔

ابن کثیر سنن ابی داؤد و صحیح یحییٰ بن حمزہ کلثب بجمیل منکبہ و حلی
سنن ابی داؤد و صحیح یحییٰ بن حمزہ کلثب بجمیل منکبہ و حلی
سنن ابی داؤد و صحیح یحییٰ بن حمزہ کلثب بجمیل منکبہ و حلی
سنن ابی داؤد و صحیح یحییٰ بن حمزہ کلثب بجمیل منکبہ و حلی

و حلیہ

ہاتھ اٹھا کر ارم ﷺ کے صحابہ کرام سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سے
اٹھا کر ارم ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں، آپ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو
فرماتے اور ہاتھ مبارک چرو شریف کے مقابل تک اٹھاتے۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ نماز شروع کرتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھاے۔
اس سے کہ غریب عام میں جب کسی چیز سے توجہ یا بیزاری کا اظہار مقصود ہو تو
ہاتھ اٹھا رکھتا جاتے ہیں، کدے نہیں پکڑا دیتے جاتے۔ گویا نمازی اپنے قول
اس لئے قرینہ اسے نماز شروع کرتے ہیں۔ اور اپنے عمل سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر دیکھا
سنائی دیکھ کر کہتا ہے۔ لہذا نماز شروع کرتے وقت کانوں کو ہاتھ لگانا بالکل مناسب ہے۔
اللہ سے پکارنا خلاف عقل ہے۔ (چاہے اہل تصوف کو)

اعتراضات و جوابات

ابن ابی شیبہ

علم و بخاری نے حضرت ابو سعید سادی سے ایک طویل حدیث نقل کی۔ جس کے
تقریباً اکثر جملے مذکورہ جملہ منکبہ حضور ﷺ جب پھیر فرماتے تو اپنے
ہاتھ مبارک اٹھا کر کانوں کے مقابل کرتے تھے۔

ابن کثیر سنن ابی داؤد و صحیح یحییٰ بن حمزہ کلثب بجمیل منکبہ و حلی
سنن ابی داؤد و صحیح یحییٰ بن حمزہ کلثب بجمیل منکبہ و حلی
سنن ابی داؤد و صحیح یحییٰ بن حمزہ کلثب بجمیل منکبہ و حلی
سنن ابی داؤد و صحیح یحییٰ بن حمزہ کلثب بجمیل منکبہ و حلی

تک ہاتھ اٹھا سکتا ہے۔

جواب:

یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں۔ کیونکہ جب کانوں سے اگھوٹے لگائے گئے تو ہاتھ کانوں تک بھی ہو جائیں گے اور کندھوں تک بھی۔ دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو جائے گا۔ جب کہ کندھوں تک اگھوٹے لگائے گئے۔ اسے ان احادیث پر عمل نہ ہو سکے گا کہ جن میں کانوں کا ذکر ہے۔ مثلاً امد ہب میں دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہابی غیر مقلد ایک قسم کی احادیث چھوڑ دیتا ہے۔ لہذا مثلاً امد ہب چارٹ مذہب ہے۔

اسرار فیہ

آپ نے کانوں کے متعلق جو حدیث بیان کی ہیں وہ ضعیف ہیں لہذا قابل عمل نہیں۔

جواب:

اس کے چند جواب ہیں۔

- ۱۔ وہابی غیر مقلد اپنی عادت کے مطابق اپنے مخالف مدعیوں کو بڑا ہی ضعیف کہہ دیتے ہیں۔ حدیث کو ضعیف کہہ دینا ان کے نزدیک معمولی بات ہے۔
- ۲۔ ہم نے اس سلسلہ میں مسلم و بخاری کی احادیث پیش کیں کیا وہ بھی ضعیف ہیں؟
- ۳۔ وہابیوں غیر مقلدوں کا ان احادیث کو ضعیف کہہ دینا جرح مجہول ہے جو کسی طرح قابل قبول نہیں کیونکہ ان میں وہ ضعیف نہیں بتائی گئی کہ کیوں ضعیف ہیں؟

نتیجہ

سارے غیر مقلد وہابیوں کو عام اعلان ہے کہ کوئی مرفوع حدیث ایسی دکھاؤ، جس میں یہ بیان ہو کہ حضور اقدس ﷺ اپنے اگھوٹے کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ لاف و ہایہ و سمجھو

مصرعہ آ کر ہے وہاں "ہمدیہ" ہاتھ کاغذ ارشاد ہوا ہے۔ اور جہاں

ہاں ایسا اسکا "اگر خدا دے" جس سے معلوم ہوا کہ کندھوں تک

اتے ہیں کہ جب اگھوٹے کانوں تک لگیں۔

﴿ہاں یوہانکم ان کدتم صدیقین﴾

✕

• قال السعد وصح الكف، على الكف تحت الصلوة

• میں اذکار کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

• حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت کی۔

ان معنی قال السعد وصح الكف في الصلوة ويضعهما تحت الصلوة

• اب حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے اور (نماز کی

• پہ ان دونوں (ہاتھوں) کو ناف کے نیچے رکھے۔

• ابو موسیٰ نے آپؐ کو نماز میں حضرت ابراہیمؑ کی روایت کی۔

انه كان يده اليمنى على يده اليسرى تحت الصلوة

• اب حضور اقدسؐ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

• حضرت

ان ابی ثبیہ نے حضرت ابراہیمؑ کی روایت کی۔

قال يصرح بموضع علي سماه تحت الصلوة

• فرماتے ہیں کہ آپؐ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے۔

• حضرت

ان جوم سے حضرت انسؓ سے روایت کی۔

انه قال من اخلاق النبوة وصح اليمنى على الشمال تحت الصلوة

مسئلہ 2

”نماز میں سر کیلئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ سینے پر غوروں کی باندھنا ہاتھ رکھنا خلاف سنت ہے“

اس مسئلہ کی تائید میں احادیث کا گلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۱

ابوداؤد شریف نے حضرت انسؓ میں حضرت داؤد اہل سنت سے روایت کی۔

قال ابو داود وصح اليمنى على الكف في الصلوة تحت

الصلاة

ترجمہ

حضرت ابو داؤدؓ فرماتے ہیں کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا

چاہیے۔

حدیث نمبر ۲

ابوداؤد شریف نے حضرت علیؓ سے روایت کی۔

ان من السنة في الصلوة وضع الكف في رواية وصح اليمنى على

اليمين تحت الصلوة

ترجمہ

نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے اور ایسی روایت میں ہے کہ نماز میں ناف کے

نیچے اپنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے۔

حدیث نمبر ۳

ابو داؤد انسؓ میں حضرت سیدنا علیؓ سے روایت کی۔

آپ نے فرمایا کہ وہاں ہاتھ پاکیں ہاتھ پر ہاتھ کے نیچے رکھنا 'اخلاقی جوہر' سے ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال سمعت ابا جعفر وسأله كيف يضع يده على راسه و يديه على فخذيه كف شمسه و جعلهما اصل من المروة استأذنه جند و رواه عنهم ثقات

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر سے پوچھا کہ نماز میں (نماز میں) ہاتھ کیسے رکھے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے داہنے ہاتھ کی 'تقبیل' ہاتھیں ہاتھ کی پشت پر رکھے اور اپنے بائیں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھے۔ اس کی اسناد بہت قوی ہے اور سارے راوی ثقید ہیں۔

"نوٹ"

اس سلسلہ کے حلق بہت ہی دیگر احادیث بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔ انہیں پراکٹ کرنا ہوں۔ زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو صحیح تفسیر کی مطالعہ کریں۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہ ہے کہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے ہاتھ رکھے جائیں۔ کیونکہ دستور کے مطابق 'تغلام' اپنے آقا کے سامنے ادب سے ایسے ہی کمرے ہوتے ہیں۔ پھر جب نماز میں بندہ اپنے خدا کے برابر گرد و برتر کے حضور کھڑا ہو تو اسے بھی ایسے ہی نیاز مندی سے کھڑا ہونا چاہیے۔ کیونکہ اسی میں ادب ہے۔ لیکن غیر منقذہ و باطنی جب نماز میں کمرے ہوتے ہیں تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ مسجد میں کمرے سے ہیں یا گھر سے۔ میں کبھی نے کیلئے

جہ۔

سے بندہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اعتراضات و جوابات

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

نسخہ الشیخہ دودی عن النبی عریضہ والشیخ باقوی۔ ابو داؤد نے فرمایا کہ عید بن جبیر سے
ناف کے اوپر کی روایت ہے۔ جبکہ ابو جازد نے ناف کے نیچے کی روایت بیان کی ہے۔

(نسخہ ابن عربی)

دوسرا یہ کہ آپ کی پیش کردہ احادیث میں تضاد (Contradiction)

آگیا ہے اور جب احادیث میں تضاد ہو تو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ
زیر ناف والی احادیث قابل عمل ہوں۔ کیونکہ روک، کجوا اور التیجات وغیرہ میں ادب طوط
ہے۔ تو چاہیے کہ قیام میں بھی ادب کا لحاظ رہے۔ زیر ناف ہاتھ پاندھنا ادب ہے۔ جبکہ
بیٹے پر ہاتھ رکھنا ہے اولی و کثافتی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کو زور شد کھاد، لڑاری، اکساری دکھاؤ
وہاں زور نہیں چلتا ادب چلتا ہے۔ میرے دوست! اللہ رب العزت کی پارکاو میں عاجزی
اکساری اور لڑاری ہی سب سے زیادہ قبول ہے۔

چنانچہ

غیر منقلد، پانچوں سے پاس ایک بھی مرفوع صحیح حدیث بخاری و مسلم کی نہیں کر جس
میں مردوں کو بیٹے پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا ہو۔ اگر کوئی ہے تو ادا۔

﴿هَاتُوا أَرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

یا

مسئلہ 3

مازیٰ نماز میں سورۃ فاتحہ سے قبل تسبیح (بسم اللہ شریف) آہستہ پڑھے۔
پڑھے کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔

ما میں سورۃ فاتحہ سے قبل بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنے کے متعلق بہت سی
حدیثیں، جن میں سے چند احادیث کا گلدستہ پیش کیا جاتا ہے۔

ہر اس

مسلم، بخاری اور امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی۔

قال صلی اللہ علیہ وسلم: «بسم اللہ، سلم و خلف امی و غیر»

وعلمناہم اذما سمعوا احدا منهم یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے اور حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر
فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز میں پڑھیں۔ میں نے ان میں
سے کسی کو بھی (سورۃ فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ شریف (پابند آواز سے)
پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

یہ حدیث

مسلم شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسلم امی و غیر و سلم کما یصلحون الصلوۃ
بالحمد لله رب العالمین.

بسم

پادشہ نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ رب العالمین سے

قرأت شروع فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳۷۷

نسائی، ابن حبان اور طحاوی شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ صَفِيَّةُ خَلَّتْ الْفَيْفُ صَلَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِي بِكَ وَغَمْرُ وَغَمْلَانِ هَلِمَ
اسْمِعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَنْهَوُ بِهِنَّ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ

میں نے حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اقداس میں نمازیں پڑھیں۔ ان حضرات میں سے کسی ایک کو بھی (نماز میں) بسم اللہ شریف (بلند آواز سے کہلاتے ہوئے) نہیں سنا۔

حدیث نمبر ۱۳۷۸

طبرانی نے معجم کبیر میں، ابونعیم نے حلیہ میں، ابن خزیمہ اور طحاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ الْفَيْفَ صَلَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِي بِكَ وَغَمْرُ كَلُوا يُعْزَوْنَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ

بے شک نبی پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، آہستہ بسم اللہ شریف پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳۷۹

ابوداؤد، دارمی، طحاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ الْفَيْفَ صَلَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِي بِكَ وَغَمْرُ وَغَمْلَانِ يَفْتَحُونَ الْقُرْآنَ بِحَمْدِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ

بے شک نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے قرأت شروع فرماتے تھے۔

۱۳۸۰

عمر شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ الْفَيْفَ صَلَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِي بِكَ وَغَمْرُ وَغَمْلَانِ يَفْتَحُونَ الْقُرْآنَ بِحَمْدِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا يَذْكُرُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ الْقُرْآنِ وَلَا فِي آخِرِهَا

بے شک نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ "الحمد لله رب العالمين" سے قرأت شروع فرماتے تھے۔ جبکہ "بسم الله الرحمن الرحيم" کا ذکر نہ تو قرأت میں کرتے تھے اور نہ ہی آخر قرأت میں۔

۱۳۸۱

ابن ابی شیبہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

مَنْ أَمْسَى بِكَ وَغَمْرُ كَلَى يَفْتَحُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالْأَمْسَاءُ وَرَبِّكَ أَلْحَمْدُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، "بسم الله الرحمن الرحيم"، "الحمد لله رب العالمين" اور "ربك الحمد" آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

۱۳۸۲

امام محمد نے کتاب آقا میں حضرت ابراہیم غلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ أَرَجُ "يَفْتَحِينَ أَلْحَمْدُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَسَجَّكَ اللَّهُ وَتَعُوذُ وَأَمِينَ"

آپ نے فرمایا کہ چار چیزوں کا امام آہستہ ہے

- ۱- بنم الله الرحمن الرحيم
- ۲- سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ
- ۳- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
- ۴- آمِينَ

عدد ۱۸۱

مسلم و بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ طیبہؓ کا ہر رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ بِالْكُفْرِ وَالْقِرَاءَةِ
بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

تہ

فرمائی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ تکبیر سے نماز شروع فرماتے اور قرأت "الحمد لله رب العالمین" سے شروع فرماتے۔

عقود و بیعت فی فہرست ۴۸

عبدالرزاق نے ایوانِ فاضلہ سے دواہیے کی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَكَانَ يُجَاهِدُ بِالْحِمْدِ لِلَّهِ
فِي الْعَالَمِينَ.

تہ

نبی شک دعوت علی مرتضیٰ علیہ السلام (فرمان میں) "بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے نہ پڑھتے تھے۔ جبکہ "الحمد للہ رب العالمین" بلند آواز سے ہی پڑھتے تھے۔

عَقْلِي تَقَاَصُّهُ

عقلمندی کا مفہوم بھی یہ ہے کہ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ آیت پڑھی جائے۔ کیونکہ بسم اللہ شریف کسی سورۃ کا جز نہیں۔ صرف سورۃوں میں فعل کرنے کیلئے تلقین ملتی ہے۔ تو جب بسم

یہ کسی سورۃ کا جزو نہیں تو (نماز میں) اور بھی آواز سے پڑھنے پر سورۃ کا جزو
 حرام ہوگی۔ جو کہ درست نہیں۔ اور یہ اس طرح ان اہل حدیث کے بھی نہیں جانتا کہ کہ جن
 میں آیت پڑھنے کا ذکر ہے۔

اور یہ جوہر بیٹ میں آیا ہے کہ جو اچھا کام ہم اللہ شریف سے شروع نہ نودہ تا قص
ہا ہے۔ تو باہن صاحب اہم کب اس انکار کر رہے ہیں؟ اور اس وقت ہے کہ ہم اللہ
شرف ضرور جی جاے۔ مگر آہستہ۔ جس طرح آواز تہہ پہنچتے ہیں۔ کیونکہ کلمہ بھی
مرد کا ہے نہیں۔

اعترافات وجوابات

احسن (حسن) نمبر ۱

بسم اللہ شریف تو ہم سورۃ کا جزء ہے۔ اگر چہ نہ یقینی تو قرآن پاک میں یہ سورۃ ہے۔
سابقہ نے کبھی نہ پڑھی۔

٧٢

[illegible]

امام غلامی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ زید بن ثابتؓ عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن عباسؓ، جابر بن عباسؓ، ابن عبداللہؓ، حضرت علقمہؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت عمر و غیر ہم
جو سے مثل استادوں کے ساتھ روایات پیش کیں۔ کہ یہ تمام حضرت امام کے پیچھے قرأت
کے تحت خلاف ہیں۔ ان میں سے کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت
کرے اس کے منہ میں آگ ہو کوئی فرماتے ہیں کہ اس کے منہ میں پتھر ہو کوئی فرماتے
ہیں کہ وہ حضرت نے خلاف ہے۔ ان تمام کو یہاں نقل کرنا ضرور ہے۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے۔ کیونکہ عام دستور ہے
کہ جب شاہی دربار میں غلام الخاس کا کوئی وفد جاتا ہے تو آداب بھی بجا لاتے ہیں، مگر
عرض معروض نہیں کرتے۔ سب کی طرف سے گزارشات وہی پیش کر سکتا ہے۔ کہ جو
ان سب میں اہم، ہندوار نما خدہ ہو۔ جبکہ باقی صاحب خاموش رہیں گے۔ ایسے ہی اجتماعت
لمازی حضرت ارب پارک معافی کی بارگاہ عالیجان میں وفد کی فعل میں حاضر ہوتے ہیں تو
کچھ تہنیت، ثنا، تحفہ وغیرہ کی صورت میں دربار شاہی کے آداب اور سلامی بھری بھیجنا
لا گیا۔ جو تلاوت جو عرض معروض ہے وہ صرف سب کا نمائندہ یعنی امام ہی کر سکا۔

اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر ۱

مسئلہ: ہماری میں حضور اللہ صلی علیہ وسلم کا رٹا ہے۔ لا صلوة لیسن لکم بعداخذ
الکتب۔ اس کی نماز نہیں جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ (یہ وہابیوں کا مشہور اعتراض ہے)

و اب

یہ حدیث امام مسلم نے اس طرح نقل فرمائی۔ لا صلوة لیسن لکم بعداخذ القرآن
مسا عدد۔ اس کی نماز نہیں جو فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ نہ پڑھے۔ اور مسطاب امام
ذالک میں یہ حدیث اس طرح ہے۔ لا صلوة الا بعداخذ الکتاب والسنۃ و نماز نہیں ہوتی
مگر سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ ملائے۔ ہے۔ اب الحدیث، فتح، مقلد وہابیوں کو
پا ہے کہ وہ سورۃ فاتحہ کو بھی فرض جائیں اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ ملائے بھی فرض جائیں۔
مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ لوگ بعض حدیثوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔
اس کا ملکی اور عقلی جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے ایسے معنی کرنے چاہئیں کہ جس سے قرآن
و حدیث میں تقاض نہ رہے۔ چنانچہ طبرماتے ہیں۔ لا صلوة الا مع الیٰ فی جنس کا ہے۔
جس کا اسم تو ہے "صلوۃ"۔ جبکہ فتح پر شید ہے۔ یعنی "الکتاب"۔ تو معنی یہ ہونے کے لئے
غیر سورۃ کا لفظ نہیں ہوتی۔ جس طرح فرمایا گیا ہے لا صلوة الا بعداخذ الکتاب۔ اس لا
سے کمال نماز کی نفی ہے۔ نہ کہ یہاں سلم بعداخذ۔ کبھی عقلی دونوں کو شام ہے۔ کہ
امام اور اس کیسے نمازی پڑ سورۃ فاتحہ چڑھنا حقیقتاً واجب ہے۔ اور مقتدی پر حکم۔ کیونکہ امام کا
پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے۔ قرآن الا انام قرآن۔ لہذا امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔
اعتراض نمبر ۲

اکثر صحابہؓ کہہ کا عمل یہ بھی ہے کہ وہ امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے۔ امام ترمذی
اس حدیث حماد بن صامت کے ماقب فرماتے ہیں امام کے پیچھے قرأت کرنے کے متعلق
اکثر صحابہؓ متفقین کہ اس حدیث عبادہ پر عمل ہے تو جب اکثر صحابہؓ کہہ کا عمل اس حدیث پر
ہے تو معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ ضروری ہے۔

جواب:

امام ترمذی کا یہاں اکثر فرمایا اضافی نہیں بلکہ معتقی ہے۔ اس کا معنی یہ نہیں کہ زیادہ
صحابہؓ تو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تھے، اہم نہ پڑھتے تھے۔ بلکہ یہاں اکثر یعنی چند اور

متعدد ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد فرمائی ہے۔ "فَسُبُّهُمْ عَلَى الْفَهْدَى وَكُنْزِ حَسْبِيَ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ" (ترجمہ) ان میں سے بہت سے ہدایت پر تھے اور بہت سے گمراہی پر تھے۔ یعنی چند ہدایت پر تھے اور چند گمراہی پر تھے۔ حق یہ ہے کہ زیادہ صحابہ کرام پر قرآن خف الامام کے خلاف تھے۔

اقوال صحابہ کرام علیہ السلام

- ۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے خلافت کرے اس کی نماز نہیں۔
- ۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے خلافت کرے اس کا منہ آسمان سے بچ جائے۔
- ۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے خلافت کرے اس کے منہ میں دیڑھ بھر جائے۔
- ۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور
- ۵۔ حضرت بلالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ میں خاک ہو۔
- ۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے خلافت کرے وہ حضرت پر نہیں۔
- ۷۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کی نماز نہیں۔
- ۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں پتھر ہو۔
- ۹۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ انکار سے ہوں۔

۱۰۔ حضرت "چاند بن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف خواہام کے پیچھے تلاوت نہ کرتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی سختی سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ امام کی تلاوت ہی کافی ہے۔

یہ تمام روایات طحاوی شریف اور صحیح البیہاقی میں موجود ہیں چنانچہ
۱۰۔ روایت بلالہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ وہ ۸۰ صحابہ کرام سے "حق" کہہ کر
کہ وہ حضرت امام کے پیچھے قرأت سے منع کرتے تھے۔

غیر مقلدین سے ہمارے سوالات

سوال نمبر ۱

نماز میں ایسے سورۃ فاتحہ چڑھتی ضروری ہے۔ ایسے ہی دوسری سورۃ تلاوت بھی ضروری ہے مسلم شریف میں ہے۔ "لَا تَسْلُوْا لِمَنْ لَمْ يَلْزَمْهُمُ الْفَرْقَانُ وَفَضْلُ الْغَدَا" اس کی تائید نہیں، جو سورۃ فاتحہ اور کچھ زیادہ (یعنی دوسری سورۃ) نہ پڑھے۔ غیر مقلد روایت بھی کہتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے دوسری سورۃ نہ پڑھے۔ تو چاہیے کہ سورۃ فاتحہ بھی نہ پڑھی جائے۔ کیونکہ ایسے دوسری سورۃ کیلئے امام کی قرأت کافی ہے۔ ایسے ہی سورۃ فاتحہ کیلئے بھی امام کی قرأت ہی کافی اور نئی چاہیے۔

سوال نمبر ۲

جو کوئی رکوع میں امام کے ساتھ مل جائے، اسے رکعت مل جاتی ہے۔ اگر مقتدی پڑھو سورۃ فاتحہ چڑھتی اور دومتی اتوارے رکعت۔ غلطی چاہیے تھی۔

سوال نمبر ۳

مقتدی "یعنی" سورۃ فاتحہ کی قرأت اور آئین کبھی ضروری ہو تو غیر مقلد روایت بھی کہتے ہیں کہ امام مقتدی سے پہلے سورۃ فاتحہ پڑھے اور مقتدی سورۃ فاتحہ کے پڑھنے میں ہو تو آیا

مقتدیؑ اپنی سورۃ فاتحہ قلم کر کے آئین کے پکا ٹیٹھ کر کے
”تدویر یہ آئین کہنا چاہتا ہے اور نہ ہی سورۃ فاتحہ کے سچ میں آئین کہنا چاہتا ہے“

سوال نمبر ۳

اگر مقتدی نے ابھی سورۃ فاتحہ قلم نہ کی ہو اور امام رگوس میں چلا پڑے تو وہابی یہ
بتائے کہ یہ مقتدی آدمی سورۃ فاتحہ چھڑا دے گا اور امام کے ساتھ رگوس میں چلا جائے گا یا
رگوس تھوڑا کہ سورۃ فاتحہ قلم کرے گا؟

چیلنج

شرق مغرب کے علمائے حدیث کیلئے اعلان عام ہے کہ ان چار سوالوں کے
جوابات دیں، مگر شرط یہ ہے کہ حدیث صریح سے دیں، مجلس اپنی رائے شریک استعمال نہ
کریں۔ امام راجحی ہے کہ انشاء اللہ نہ۔ سبکیں گے۔ چنانچہ ہم ان چار سوالوں کے جوابات
صرف انکا کہتے ہیں کہ ضد چھوڑ دیں قرآن و احادیث پر عمل کریں اور مذہب حق کی صداقت
کو تسلیم کرتے ہوئے امام کے پیچھے قرأت نہ کیا کریں۔ (چاندالحق حصہ دوم)

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

✽

مسئلہ 5

”ہر نمازی کیلئے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد نماز جہری ہو یا سنی آئین
آہستہ کہنا مست ہے“

مگر غیر منقلد واپی، جہری نماز میں خواہ امام ہو یا مقتدی بلند آواز سے چیتا چیتا کر
آئین کہتا ہے۔ جو کہ غلبہ مست ہے۔ چنانچہ آئین آہستہ کہنے کے دلائل میں گلدستہ
احادیث پر پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۸۲۱

بخاری، مسلم، احمد، مالک، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت
ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا أَمْسَ الْأَصْحَابُ عَلِمُوا عِلْمَهُ مِنْ وَاقِعٍ
تَلَوْنَهُ قَامُوا الْمَلَائِكَةُ عَمَلَهُ مَقْدَمًا مِنْ دِيْنِهِ (رواه البخاری و مسلم
واحمد و مالک و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ)

ترجمہ

فرمایا رسول اللہ ﷺ: ”جس وقت امام آئین کہے تو تم بھی آئین کہو۔“ (تحد) جس
کی آئین فرشتوں کی آئین سے موافق ہوگی، اس سے پچھلے نادہ معاف کر دیے گئے۔

تشریح حدیث

اس سے معلوم ہوا کہ نمازوں کی معافی اس نمازی کیلئے ہے جس کی آئین فرشتوں
کی آئین سے موافق ہوگی۔ جبکہ فرشتے ایسی آہستہ آئین کہتے ہیں کہ آج تک ان کی آئین کسی
سے نہیں ملی۔ اگر کسی وہابی نے فرشتوں کی آئین کی ہے تو تاہے۔ چنانچہ جو وہابی چیتا چیتا کر

آمین کہتے ہیں وہ فرشتوں کی آمین کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کے گم ہوں کی معافی نہیں
ہوگی۔ اویس آتے ہیں ایسے ہی واپس جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۵۹

بخاری، شافعی، مالک، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال رسول الله ﷺ: **وَالِدَ طَالِ الْأَمَامِ عِزُّ الْمَمْسُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الصَّالِحِينَ**
فَعُولُوا آمِينَ فَتَعْلَمُ قَوْلَهُ طَوْلُ الْمَلَائِكَةِ عَمْرَهُ مَا يَتَقَدَّمُ مِنْ فَنَدِهِ

ترجمہ

فدو، والد طالع امام غیر المخطوب علیہم والا الصالحین نے تو تم آمین
ہو۔ جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے سے موافق ہوا، ان کے گدشتہ
تلاوت دینے چاہیں گے۔

تقریب حدیث

اس حدیث پاک سے دو مسئلے معلوم ہو گئے۔

پہلا یہ کہ امام کے پیچھے مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھے۔ اگر مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ کی
قرأت ضروری ہوتی، تو حضور ﷺ فرماتے کہ جب تم پڑھو چلاؤ والا الصالحین تو کہو آمین۔
نکارمائی کہ جب امام تھے والا الصالحین تو تم کہو آمین۔ معلوم ہوا امام کے پیچھے مقتدی کیلئے
سورۃ فاتحہ کی قرأت ضروری نہیں ہے۔

دوسرا یہ کہ امام حدیث سے باخبر واضح ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنے کا حکم ہے۔
دوسرے نہیں۔ جب ہم آہستہ آہستہ کہیں گے تو وہی آمین سنا لیں گے۔ اس طرح
وہی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی۔ کیونکہ فرشتوں کی آمین بھی سنا لیں دینی۔
تباہ۔ غیر مقتدی وہی کہتے ہیں کہ یہاں وقت کی موافقت مردہ ہے۔ جو کسی طور پر سمجھ نہیں
کہ تہہ ہمیں فرشتوں کی آواز سنا لیں ہی نہیں دینی تو ایک ہی وقت میں آمین کی موافقت

کیسے ممکن ہے؟ فیلحدشوں واللہ والندین انشأوا وما یخدعون الا انفسہم وما

مردوں۔ دھوکہ چا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو، اور نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنے
ہم کو، اور انہیں تصور نہیں۔

گناہوں کی بخشش کی شرط یہ الگائی گئی ہے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے
موافق ہوئی، اس کے باقی گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جس کا آمین کہنا فرشتوں کی
آمین کے موافق نہیں، اس کے باقی گناہ معاف نہیں ہو گئے۔ جیسے سیاہ جامن آئے تھے ایسے
ہی سیاہ جامن واپس گئے۔ وہاں اگر گناہ بخشوا ہو تو آمین آہستہ کہنا شروع کرو۔ اور اگر
گناہوں سے محبت ہے تو پھر آمین میں مست رہو۔

حدیث نمبر ۱۸۵۱

امام احمد، ابو داؤد، طبرانی، ابویعلیٰ، موسیٰ طبرانی، دارقطنی اور حاکم نے مشترک میں
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ حاکم نے کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیحہ ہیں۔

عن وائل بن حجر: **أَنَّ هَاشِمَ بْنَ الْحَكَمِ، عَمَّنَا، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: **عَمْرَهُ مَا يَتَقَدَّمُ مِنْ فَنَدِهِ****
الْمَمْسُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الصَّالِحِينَ قَالَ آمِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ صَوْنَهُ

ترجمہ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب
حضور ﷺ غیر المخطوب علیہم والا الصالحین پڑھنے کو آپ ﷺ نے فرمایا آمین۔ اور
اپنی آواز پست رکھا۔ یعنی آہستہ آہستہ آمین کہی۔

حدیث نمبر ۱۹۱۹

ابو داؤد، ترمذی اور ابی شیبہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال سمعت رسول الله ﷺ: **عَمْرَهُ مَا يَتَقَدَّمُ مِنْ فَنَدِهِ**، **غَيْرِ الْمَمْسُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا**
الصَّالِحِينَ فَقَالَ آمِينَ وَخَفَصَ بِصَوْتِهِ

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو سنا آپ ﷺ نے غیر المخطوب علیہم

والله اعلم بشئ من هذا فو فرمایا آمین اور اپنی آواز آہستہ کہی۔

نوٹ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ آمین آہستہ کہنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۵۲

طبرانی نے تہذیب الاثر میں درج فرمایا ہے حضرت عائشہ بن جبر سے روایت کی۔

قال لم یغن غمر وعش وصى الله عهدا صحواً بسم الله الرحمن الرحيم ولا بأصبي

ترجمہ

حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا "بسم الله الرحمن الرحيم" اور اپنی آواز سے پڑھتے تھے اور نہ ہی "آمین" اور اپنی آواز سے کہتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۳۵۳

جس شریح برائے حضرت ابو عمر سے روایت کی۔

عن عمار ابن الخطاب رضى الله عنه قال يمشي الامام اربعة الكعود وبسم الله الرحمن الرحيم واصيب وربنا لك الحمد

ترجمہ

حضرت عمر فاروق سے فرمایا کہ چار چیزیں امام آہستہ کہے

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَالْجَنَّةِ

۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَالْجَنَّةِ

۳۔ آمین

۴۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

حدیث نمبر ۲۵

تذقی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرمایا۔

يُخَمِّسُ الْاِمَامُ اَرْبَعًا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْفَتْحِ وَمِنْ اَلْحَمْدِ وَالْمُغْذُو وَالْمُشْهُدِ

ترجمہ

امام چار چیزیں آہستہ کہے۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَالْجَنَّةِ

۲۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَالْجَنَّةِ

۴۔ تَعْلِيْقُ

حدیث نمبر ۲۹

امام جبر دست القلم سے آجاریش اور عبداللہ بن ابی اریضہ نے اپنی مصنف میں

یہ حدیث بیان کی ہے کہ امام ابوہریرہ سے حضرت حماد نے انہوں نے حضرت

ابوہریرہ سے روایت کی۔

قال اربع يحتمل الامام بسم الله الرحمن الرحيم وسبحانك اللهم

وتكود وامين

ترجمہ

آپ نے فرمایا کہ چار چیزیں کہنا امام آہستہ کہے

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَالْجَنَّةِ

۲۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَالْجَنَّةِ

۴۔ آمین

(بخاری و ابوداؤد میں ہے کہ امام آہستہ کہے۔)

عقلمی تقاضہ

عقل بھی یہی ہے جیسا کہ آمین آہستہ کہی ہے۔ یہ تو عقل اللہ تعالیٰ کی آیت قرآن پاک کی

کوئی آیت یا کلمہ نہیں ہے۔ نہ تو اسے حضرت جبرائیل علیہ السلام نکر آئے ہیں اور نہ ہی قرآن پاک میں قلمی کئی ہے۔ آئین بخش دیا اور ذکر ہے۔ لہذا جیسے لٹاؤ، حقوہ، حسب، انشائیات و جمیعات اور سامے ماثورہ صواب آیت پر بھی جاتی ہیں۔ ایسے ہی آئین بھی آیت نہ ہی کہیں چاہیے۔

اعتراضات و جوابات

اعتراض نمبر ۱

ترمذی نے بیعت میں حضرت اہل بن حجر سے روایت ہے۔ عدل سمعت النبی اعلم، سیر المغلوب علیہم ولا الضالین، ولعل اوبس ویدہا صونہ۔ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر المغلوب سے ہر دانا الضالین کا عہد اور آئین کیا اور ان کی آواز کو اس پر بلند فرمایا۔ مصوم ہوا کرتے ہیں جند کا وارے نہا ملت ہے۔

جواب:

دعا کیا صاحب آیت نے ترمذی سے نقل کیا۔ اس میں مذکور الفاظ ایشاء ہوا ہے۔ اور مدعا سے بڑا ہے۔ جس سے معنی آواز بلند کرنا نہیں جلد سمجھنا ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے "آئین" بروزن کر کھنڈ نہیں پڑھی۔ بلکہ بروزن تالین الف اور مع خوب سمجھی کر پڑھی۔

اعتراض نمبر ۲

اس حاجی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئین فرماتے۔ یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لینا اور مسجد کوئی اٹھتی۔

جواب

ان حدیث میں محدث نے سوچ جانے کا ذکر ہے۔ حالانکہ یہ وہی مسجد میں سوچ گیا ہوئی ہے نہ کہ چھپو والی مسجد میں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد پر آپ کے زمانہ نبیات میں

معمولی چھپو والی تھی۔ وہاں کوئی پیدا ہوئی نہیں تھی۔ آج اہل غیر مقلد کسی چھپو والی مسجد میں یا کسی سے گھر میں شریعہ کوئی پیدا کر کے دکھادیں، انشاء اللہ تعالیٰ وہ جیسے جیسے چھپو کر جائیں گے، انہیں کوئی پیدا کر نہیں گے۔

دوسرا یہ کہ ترمذی اور ابو داؤد کی روایت میں نماز کا ذکر نہیں، صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ نماز کے علاوہ عاریتی قرأت کا ذکر فرمایا گیا ہو۔

تیسرا یہ کہ آئین ہالگی والی حدیثیں قیاس شرعی سے موافق ہیں۔ اور جہری والی حدیثیں اس سے خلاف ہیں۔ لہذا آئین دینی حدیثیں قابل عمل ہیں۔ اور اس کے خلاف دینی حدیثیں قابل ترک ہیں۔

چوتھا یہ کہ جہری آئین دینی حدیثیں قرآن پاک سے اور ان احادیث سے جو آئین ہالگی پر پیش کی گئیں سے منسوب ہیں۔ اسی لئے صحابہ کرام علیہم السلام آئین آہستہ کہتے تھے۔ اسی کا حکم دیتے تھے۔ اور زور سے آئین نہیں کہتے تھے۔

چیلنج

غیر مقلدین سے چاہا کہ اس کی حدیث صحیحہ صرف جو ہو، انہیں کہ جس میں نماز سے اندر آئین انہی کی تسمیہ ہو۔ اسکی صحیح حدیث نہ ملے اور نہ ملے گی۔ ٹٹا چھوہا ہوں کہ جو ہے کہ ضد چھوڑا، یہ اور آئین ہالگی کہا کریں۔

جو ہاؤوا در ہادیکم ان کتم صافدہیں

میں حدیث ۱۸ سے حضرت ابن عمرؓ سے، ابن ابی شیبہؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے، ابن ابی شیبہؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے، ابن ابی شیبہؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اور بخاری نے کتاب المغراء میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بخاری کے ساتھ بیان کی۔

حدیث نمبر ۱۵

امام بخاری نے حضرت مخنفؓ سے روایت کی کہ میں نے امیر المومنین سے عرض کیا حضرت وائلؓ نے حضور اکرمؐ کو دیکھا کہ آپ شروع نمازیں اور کوٹ میں جاتے تھے وقت ہوتا تھا تھے تو آپ نے فرمایا۔
ان کان وائل "وہ مڑا یسحق الدائم فسدواہ عبداللہ حبسنی مڑا لا یعمل الدائم۔"

ترجمہ

۱۔ وائلؓ نے حضور اقدسؐ کو ایک بار دفعہ میں کرتے ہوئے دیکھا ہے تو عبداللہ بن مسعودؓ نے حضور اقدسؐ کو دفعہ میں کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ مرتبہ دیکھتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶ تا ۱۷

بخاری اور ابن ابی شیبہؓ نے حضرت مجاہدؓ سے روایت کی۔
قال صلعت حلف ابن عمر وحسنی اللہ عنہما ظلم یکن ینبہ الا فی تکبیرۃ الاولی
مجاہد نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اللہ علیہما کے چھ نماز پڑھی۔ آپ نے آخر نماز تکبیر سوائے بھیج کر یہ کہے کہ دفعہ میں نہ فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۸

بخاری بخاری نے حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت کی۔
اللہ وکی وحلا برحق ینبہ فی الصلوۃ عند الخکوع وعند ائیسہ من

الزکوع وعند ائیسہ من الزکوع مثال لا یعمل ینبہ فی۔ فعلہ
ورسول اللہ - ثم ترکہ

ترجمہ

آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور کوٹ سے اٹھتے وقت ہوتا تھا تھے دیکھ، تو آپ نے اس کو منع کرا کہ اسے ارشاد فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ یہ شک یہاں عمل ہے جو رسول اللہؐ پہلے کرتے تھے، پھر (بعد میں) اس کو ترک فرمایا۔

سبق:

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رکوع میں جاتے اور کوٹ سے اٹھتے وقت دفعہ میں منسوب ہے جن صحابہ کرامؓ سے حضور اقدسؐ سے دفعہ میں ۱۰ ہے حضورؐ کا ایسا پہلا فعل ہے کہ جو بعد میں منسوب کیا گیا۔

حدیث نمبر ۲۱

بخاری اور ابن ابی شیبہؓ نے حضرت اسودؓ سے روایت کی۔
قال وایت عمر ابن الخطاب وحسنی اللہ عنہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود وقال حدیثاً صحیحاً۔

ترجمہ

حضرت اسودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ سے کوٹ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے پہلی تکبیر میں جاتے تھا تھے پھر جاتے تھا تھے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۲۲

ابو داؤد شریفؓ میں حضرت سفیانؓ سے روایت ہے
حدثنا سفیان امیادہ ابدا قال رفع ینبہ فی اول مڑة وقال معصوم مڑة واحدة

اعتراضات و جوابات

اس باب میں زیادہ اعتراضات اور ان کے جوابات پیش کرنے کی سچی نیت تھی، اس لئے غیر مقدمین کے چند مشہور اعتراضات اور پھر ان کے جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔

اعتراض پہلا

ابو داؤد، ترمذی، دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوعبید ساعدی سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ جس میں روئے پر یمن کرنے کے بارے میں یہ بات ہے۔ **ثُمَّ يَنْجِسُ بِسَجْسِرٍ وَيُزِفُ يَدَيْهِ حَتَّى يُفَادِيَ بِهِنَّ مَسْكِيَّةً ثُمَّ يَرْشُ رُءُوسَهُ رَاحَتَهُ عَلَى دُكْنَتِهِ ثُمَّ يَزِفُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ سَبِّحَ اللَّهُ لِمَنْ جَعَلَهُ ثُمَّ يَزِفُ يَدَيْهِ حَتَّى يُفَادِيَ بِهِنَّ مَسْكِيَّةً** (ترجمہ) پھر آپ ﷺ تکبیر کہتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ اٹھاتے کہ کندھوں کے مقابل ہو جاتے۔ اور اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر اپنے سر اٹھاتے۔ پھر شمع اللہ لیس حبسہ کہتے۔ پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ کندھوں کے مقابل ہو جاتے۔ ابو عبید ساعدی نے جو حدیث صحابہ و تابعین سے حدیث بیان کی۔ جس میں بوقت روئے پر یمن کرنے کا ذکر ہے۔ اور صحابہ و تابعین اس کی تصدیق کی۔ معلوم ہوا کہ روئے پر یمن حضور اکرم ﷺ کا فعل ہے۔ بعد ازیں بھی کرنا چاہیے۔

نوٹ: یہ اعتراض ابابوہر غیر مقلدوں کا جوئی کا اعتراض ہے۔ اور بہت بڑی دلیل ہے اور اس پر انہیں بہت باز ہے۔

جواب

بحوالہ چار اہل حدیث دو قسم اس سے چند جواب ملاحظہ ہوں۔

۱۔ یہ کہ یہ حدیث استاد کے لحاظ سے قابل عمل نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کی

اسناد ابو داؤد وغیرہ میں اس طرح ہے۔ **حَدَّثَنَا سَدِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا بَعْضُ رِجَالِهِ** حدیث

احمد قال حدثنا عبد الحميد يعني ابن جعفر احمر بن محمد ابن عمرو ابن عطاء قال سمعت ابا حميد الساعدي۔ ہم نے یہ حدیث متعدد سنیوں کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ نے حدیث سنائی۔ احمد نے کہا کہ میں عبد الحمید ابن جعفر سے خبری۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے عمران بن عمر ابن عطاء سے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبید ساعدی سے اس صحابہ کرام پر کی جماعت میں سنا۔

ابن راہ بیان حدیث میں سے عبد الحمید ابن جعفر تحت مجروح اور ضعیف ہے (طحاوی)۔ دوسرے محمد ابن عمران عطاء نے ابو عبید ساعدی سے ملاقات کی تھی نہیں اور یہ کہہ دیا کہ میں نے ان سے سنا ہے۔ جو کہ غلط ہے۔ ملاقات کے بغیر سننے کا دعویٰ کیسا؟ درمیان میں کوئی راوی چھوٹا یا بوجھل ہے (بخاری طحاوی)۔

۲۔ یہ کہ یہ حدیث وہابی غیر مقلد کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ بھی ہے۔ **ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الزَّحْمَتَيْنِ تَحَوُّوْهُ وَقَعْ يَدَيْهِ حَتَّى يُفَادِيَ بِهِنَّ مَسْكِيَّةً** (ترجمہ) جب آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور ہاتھ اٹھاتے، یہاں تک کہ کندھوں کے مقابل لے جاتے۔ جیسا کہ نماز کے شروع میں اٹھاتے۔

میں ان وہابیوں سے یہ پوچھتا ہوں کہ اس حدیث کے مطابق آپ ﷺ جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے تھے اور ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یعنی روئے پر یمن کرتے تھے۔ مگر آپ لوگ دو رکعتوں کے بعد ہاتھ کر دے پر یمن کیوں نہیں کرتے؟

۳۔ یہ کہ ابو عبید ساعدی نے جب یہ حدیث صحابہ کرام پر کے جمع میں سنائی۔ تو صحابہ کرام پر نے فرمایا جو کہ ابو داؤد میں ہے۔ **قَالُوا اللَّهُمَّ فَوَاللَّهِ مَا سَمِعْنَا بِأَحْمَدَ فَإِنَّهُ شَيْءٌ أَفْقَدَ بِلَا شَيْخَةٍ دَالِي بِلَا**۔ صحابہ کرام پر نے فرمایا کہ تم ہم سے زیادہ حضور نبی کریم ﷺ کی نماز سے کیسے واقف ہو گئے۔ جبکہ تو تو تم ہم سے زیادہ حضور ﷺ سے سنا کر رہے ہو۔ اور وہی حق ہم سے پہلے صحابی ہے ہو۔ تو ابو عبید ساعدی بولے کہ

سے جملہ ہے تو ایسی۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابو حمید ساعدی نہ تو صحابہ کرام میں زیادہ فقیہ اور عالم ہیں اور نہ ہی انہیں حضور ﷺ کی صحبت زیادہ میسر ہوئی ہے۔ ان کے بالقرائن سیدہ "ید اہل بیت" مسعودہ بہت سے فقیہ عالم ہونے لگی ہیں۔ اور اس کی طرح حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔ جب وہ مدینہ میں تھے غلاف روایت کرتے ہیں۔ تو یقیناً ان کی روایت ابو حمید ساعدی کی روایت کے مقابلے میں زیادہ معتبر ہے (جیسا کہ قاضی اصحابیہ کا حکم ہے)۔ لہذا ابابوہل کی پیش کردہ حدیث کا نقل عمل ہے۔

۴۔ یہ کہ ابو حمید ساعدی نے یہ نہیں بتایا کہ حضور ﷺ نے آخر حیات مبارکہ میں بھی مدینہ میں فرمایا کہ "میں" اور پھر سب نبی رافع پرین فرمایا۔ لہذا یہ حدیث ان اصحاب سے کہ جن میں مدینہ میں نہ گئے ہو وہ کہے "مسعودہ" ہے۔ اور جن حدیثوں میں مدینہ میں نہ گئے ہو ان کا ذکر ہے کہ ایک زمانہ میں حضور ﷺ ایسا کرتے تھے کہ اب وہ حدیث ان کی نہیں ہیں۔

۵۔ یہ کہ ابابوہل کی پیش کردہ یہ روایت قیاس شرعی سے خلاف بھی ہے۔ لہذا اس پر اصرار نہ کیا جائے۔ جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت قیاس شرعی کے مطابق ہے۔ لہذا اس پر اصرار نہ کیا جائے۔ جبکہ ابابوہل کی حدیث میں جب قاضی ہوتا تو قیاس شرعی کو ترجیح دیتی ہے۔ اس کی ہمت کی مثال نہیں ملتی۔ بلکہ یہ کہ ایک حدیث میں آیا ہے "الطواغوت" سے اشارہ ہے۔ اشارہ آسانی کی ہوتی ہے۔ "خانہ" سے بعد حضور ﷺ کا وہاں رہنا واجب ہے۔ جبکہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے کھانا تناول فرمایا اور سوتے بغیر نماز پڑھی۔ یہاں دونوں حدیثوں میں قرض آگیا تو پہلے حدیث چھوڑ دی گئی اور دوسری حدیث پڑھ لی گئی۔ کیونکہ پہلی حدیث قیاس کے خلاف ہے اور دوسری حدیث قیاس سے مطابق ہے۔ کہ وہ روایت ہم نرم پائی سے ہی منقول کرتے ہیں۔

۶۔ یہ کہ عام صحابہ کرام سے کا عمل ابو حمید ساعدی کی روایت کے خلاف

پا صحابہ کرام سے کا عمل ابو حمید ساعدی کی روایت کے خلاف ہے۔ ان میں سے "حضرت عاتقہ رضی اللہ عنہا" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت اسود رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، جیسے بھی القدر صحابہ نے ممانعت مدینہ میں یہین ہوا "احادیث" فرمائیں۔ اس کے معلوم ہوا کہ کچھ صحابہ کرام کی نظر میں مدینہ میں رہنے والی حدیث مسطور ہے۔

۷۔ یہ کہ ابو حمید ساعدی کی اس روایت میں "عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما" ابن عمر رضی اللہ عنہما والینے یہ مسطور روایت کی کہ خدا کی پناہ۔ چنانچہ امام دارمی نے جو برقی میں فرمایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حدیث ہیں۔ یہ امام دارمی وہ ہیں کہ جنہیں یحییٰ ابن سعید فرماتے ہیں۔ نحو اسام الناس ہی ہذا الساب۔ حدیث کے نقل میں وہ لوگوں کے امام ہیں۔ اور دوسرا محمد ابن حرواہی جو روایت ہے کہ ان کی ملاقات ابو حمید ساعدی سے ہرگز ہوئی ہی نہیں۔ مگر کہتا ہے کہ حدیث میں نے ان سے سنا۔ ایسے چھوٹے آدمی کی روایت موضوع یا حکم از کم مدلس ہے۔

یہ اس حدیث میں سخت اعتراض ہے۔ اس کا بھی مضرب ہیں اور متنب بھی مضرب ہے۔ چنانچہ ابن نافع نے اس حدیث کو اس حدیث میں "ابو حمید ساعدی کے روایت میں ایک بھول الہی راوی بیان کیا۔ لہذا یہ حدیث بھول گئی ہے جو حکیم اس حدیث میں بہت سے خرابیاں ہیں۔

یہ حدیث مفر بھی ہے۔ مضرب بھی ہے۔ مدلس بھی ہے۔ موضوع بھی ہے۔ بھول بھی ہے۔ (یہاں میں مقدمہ حاشیہ ابو داؤد کا الہی روایت نام لینے کے بھی قابل نہیں۔ چنانچہ اس سے دلیل بخیر ہے۔

۸۔ یہ کہ امام بخاری نے بھی ابو حمید ساعدی کی روایت لی ہے۔ مگر ان میں اس روایت کی روایت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس میں مدینہ میں رہنے کا ذکر ہے۔ (یہ بخاری و ترمذی و شریف باب "الصلو" کا اثر ان کی روایت کا ذکر درست ہوتا تو امام بخاری ہرگز نہ چھوڑتے۔

مخفی ہوا ہے!

رفیع بدین غیر مقلد وہابیوں کی چوٹی کا مسند ہے۔ اور یہ حدیث (بسن) راوی ابی حمید سہمی ہیں ان کی ماہ ۱۲۰۰ھ تک ہے۔ جو وہابیوں کے بچے بچے کو خطا ہوتی ہے۔ عام غلطی لوگ ان کی چرب و باقی سے خیال کرتے ہیں کہ ان کے دلائل بڑے مضبوط ہیں۔ الحمد للہ ان کی اس دلیل سے پرچلے اڑ گئے۔ اب وہابیوں کو اپنی چرب و باقی سے باز آنا چاہیے۔

اعتراف غیر ہوا

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ ان و نسؤل اللہ اللہ عنہما کہ ان لیزع ہدیہ خشی لیلہای بعدا سکت اذا افتتح الضلوع و اذا کثیر لسلوک اذا رافع و اثنی من الزمخج۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ شریف کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ اسی طرح) جب رکوع کھینچنے تکبیر کیجئے اور پھر رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی ایسے ہی ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہ حدیث مسلم و بخاری کی کتابت صحیح الائمہ ہے۔ جس سے رفیع بدین ثابت ہوا۔

جواب

اس حدیث میں یہ ذکر ہوا ہے کہ حضور اللہ ﷺ رفیع بدین کرتے تھے۔ مگر یہ ذکر نہیں کہ کب تک کیا تھا۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ بدین اسلام میں پہلے تھا مگر بعد میں منسوخ ہو گیا چنانچہ اس حدیث میں اسی منسوخ فعل شریف کا ذکر ہے۔ اس کی تائید و احادیث ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ (چاہتے تھے وہم)

اس کے علاوہ بھی اعترافات ہیں یہاں سب اعترافات اور ان کے جوابات نقل کرنے کی کاپی نقل نہیں۔ وہابیوں کے سب اعترافات مکرری کے جانے کی مانند مکرر ہیں۔ مذہب غلطی قوی ہے اور اس کے وائل مضبوط سے مضبوط تر ہیں۔

رفیع بدین ہیں اس موضوع کا ہم مسلم شریف، جلد ۱ صفحہ ۱۸ کی اس حدیث پر شک کرتے ہیں۔

حدیث ۱

عن حماد بن عمار عن عمار بن عبد اللہ عن رسول اللہ ﷺ قال قالوا انکم راہی اہلکم کما سواہم حدیث شمس انکوا اہل الصدوق۔

ترجمہ

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ اے لوگو! تم لوگوں کو جیسا کہ تم لوگوں کی دلوں کی طرف سے رفیع بدین کرتے ہو اسی طرح تم لوگوں کو جیسا کہ تم لوگوں کی دلوں کی طرف سے پڑھا کرو۔

تفسیر

غیر مقلد وہابی!

اس سے بڑا ذکر اور بڑا ہی کیا ہی کہ رسول اللہ ﷺ نے رفیع بدین کرنے والوں کی دلوں سے ساتھ تفسیر نہ کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کچھ عطا فرمائے۔

﴿ہاتھ ابرہانکم ان کتفم صاعہیں﴾

مسئلہ 7

”اور واجب ہے۔ اس کا چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے۔ اور اس کی قضا لازم ہے۔“

مفسر: غیر مقلد و پادشہ کی رو سے واجب نہیں۔ بلکہ سنت غیر واجبہ و کفو کی شکل ہے۔ چنانچہ اگر واجب ہوئے کے ثبوت میں احادیث رسول اللہ ﷺ کا حسین گلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۳۳۱

اور ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ: ”وایہ کی۔“

قال قال رسول الله ﷺ: الوتر حق على كل مسلم.

ترجمہ

فرماتے ہیں:۔۔۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ہر مسلمان پر وتر واجب ہے۔

حدیث نمبر ۳۳۲

برابر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ: ”یہ حق ہے۔“

قال قال رسول الله ﷺ: الوتر واجب على كل مسلم.

ترجمہ

فرماتے ہیں:۔۔۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ہر مسلمان پر وتر واجب ہے۔

حدیث نمبر ۳۳۳

ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ: ”یہ حق ہے۔“

قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”وایہ کی۔“

حدیث نمبر ۳۳۴

عمرؓ نے فرمایا کہ: ”یہ حق ہے۔“

قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الوتر واجب على كل مسلم.

ترجمہ

فرماتے ہیں:۔۔۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ہر مسلمان پر وتر واجب ہے۔

حدیث نمبر ۳۳۵

ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ: ”یہ حق ہے۔“

قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الوتر واجب على كل مسلم.

ترجمہ

فرماتے ہیں:۔۔۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ہر مسلمان پر وتر واجب ہے۔

حدیث نمبر ۳۳۶

عمرؓ نے فرمایا کہ: ”یہ حق ہے۔“

قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الوتر واجب على كل مسلم.

ترجمہ

انھار کی ہے۔ سے روایت کی۔ اور احادیث میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ شریعت میں ہے۔
 قال قال رسول الله ﷺ "الوتر حق" علی قل مسلم

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ ۔۔۔۔ جنہو را کرم بخود نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر لازم (واجب) ہے۔

یہ ۱۴ احادیث کا حسین گلدستہ بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ جبکہ وتر کے واجب ہونے کے ثبوت میں احادیث میں سے زیادہ ہیں۔

خلاصہ کلام

النا اچار جیسے سے ثابت ہوا کہ وتر کی نافرمانی واجب ہے۔ بلکہ وتر کی نافرمانی واجب ہے۔ جو کہ ہر گز رد عالم اللہ نے دشا فرمایا کہ جس کے وتر رات گزر جائیں تو وہ صبح اس کی قضا کرے۔ اور قضا تو صرف فرض و واجب کی ہوتی ہے نفل کی نہیں۔

﴿ هاتوا برهانكم ان كنتم سادقين ﴾

X

مسئلہ 8

"وتر کی جن رکعت ہیں۔ تین سے کم یعنی ایک نہیں۔ اور تین سے زیادہ یعنی پانچ بھی نہیں۔"

مگر فیہ منقذ وہابی و ترکی ایک رکعت مانتے ہیں اور ایک ہی پڑھتے ہیں۔ چنانچہ وتر کی جن رکعت ہونے کے ثبوت میں احادیث رسول اللہ ﷺ کا حسین گلدستہ پیش خدمت ہے۔

"مگر قبول اللہ ہے عروثیہ"

حدیث نمبر ۳۳

نسانی شریف بخاری بطور اہل سے صلے میں اور احادیث میں مذکور رکعت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ عاتم سے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔
 قال قال رسول الله ﷺ "موترو ثلاث لا تسلم الا هي احرهن"

ترجمہ

فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ تین رکعت پڑھتے تھے سلام نہیں کہتے تھے عروثیہ میں۔

حدیث نمبر ۶۵

ارطینی اور ربیع نے حضرت عبداللہ بن عوف سے روایت کی۔

قال رسول الله ﷺ "وتر النبل كوتر الفجار صلوٰۃ المعرب"

فراہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وتر تین ہیں۔ جیسے ان کے وتر یعنی نماز

مغرب (تین ہیں)۔

حدیث نمبر ۶۶

طحاوی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

ان النبی کان یومن بثلث رکعات

ترجمہ

سید شاکبائی کریم رحمہ اللہ تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۸

نسائی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات میں حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت میں حاضر تھا آپ رات کو بیدار ہوئے۔ مسواک کی وضو کیا، اور یہ بات کہ یہ مسکلات کی۔ ان ہی حلقی التسمیوت والافراس۔ الحج۔ پھر نفل کی دو رکعتیں پڑھیں۔

مسلم حسی سمعت نضیة ثم قام فوضا استساک ثم صلی رکعتی ثم قام فوضا واستساک وصلی رکعتی وأوتر بثلث

ترجمہ

پھر حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خراؤں کی آواز سنی۔ پھر اٹھے اور مسواک کی۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اٹھے اور مسواک سے وضو کیا اور دو رکعتیں پڑھیں اور تین رکعات وتر پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۳۹

ترمذی نسائی دارمی وابن ماجہ اور ابن شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصبح اسم ربک الاعلیٰ وقل یا ایہا الکافرون وقل هو اللہ احد فی رکعة فی رکعة

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی ایک ایک رکعت میں ایک ایک سورۃ (یعنی) اسم رب الاعلیٰ اور قل یا ایہا الکافرون اور قل هو اللہ احد پڑھتے۔

حدیث نمبر ۱۸۳۳

ترمذی شریف باب الوادع ابن ماجہ نسائی اور امام احمد بن حنبل نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال سالنا عائشة ما فی شئ کان یومن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال کل یوم فی الاولی یصبح اسم ربک الاعلیٰ وقل یا ایہا الکافرون وقل هو اللہ احد وقل هو اللہ احد والمودع

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں کیا پڑھتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں "سبح اسم ربک الاعلیٰ" دوسری میں "قل یا ایہا الکافرون" تیسری میں "قل هو اللہ احد" اور "معوذتین" (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۹

نسائی شریف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبح اسم ربک الاعلیٰ وقل یا ایہا الکافرون وقل هو اللہ احد فی رکعة فی رکعة ولا یسقم الا فی آخره

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں "سبح اسم ربک الاعلیٰ" پڑھتے۔ دوسری میں "قل یا ایہا الکافرون" پڑھتے۔ تیسری میں "قل هو اللہ احد" پڑھتے۔ اور سلام ان تین رکعتوں کے آخر میں کہتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۰

بیٹے سے لگا لینے۔ اور اپنے والد کو تکلیف دینے۔ اس طرح خلیفہ شریف کو اپنی جان سے
دیوا ۲۰ پر رہتے۔

جو سر پر رکھنے کو مل جاتا۔ نعل پاک حضور ﷺ
نہ ہم کہیں کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

ایک دفعہ سلطان اور خادم خصوصی کے کہنے پر اپنے آخر نماز میں حضور و کرم ﷺ کے
ساتھ پڑھیں۔ تو جب وہ فارغ ہوئے تو اس کے پاس کھڑے ہوئے اور دعا پڑھیں اور کی ایک
دست و پا نہ کی تھیں۔
اس کے بعد جو وہ باپلی اللہ سے کہنا چاہتا تھا۔

حدیث نمبر ۲۶

عن عائشہ و صبی اللہ عنہا قالت ان رسول اللہ ﷺ کان یصلی ثلاث
عشرہ رکعة فی الصبح (رواہ مسلم)

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی
اد رکعت سنت سمیت اس وقت پڑھتے تھے۔ یعنی
۸ رکعت نماز تہجد۔ ۳ رکعت وتر۔ اس کے بعد ۲ رکعت صبح کی سنت۔

حدیث نمبر ۲۷

عن انس بن سلمة ابن عبد الرحمن انه سأل عائشة و صبی اللہ عنہا
کیف کان صلوة رسول اللہ ﷺ فی رمضان قالت ما کان یزید فی
و صلیان ولا فی غیرہ علی احدی عشرہ رکعة یصلی اربعاً ولا
تصلی عن حسنین و طو لہن ثم یصلی اربعاً ولا تصلی عن حسنین
و طو لہن ثم یصلی ثلاثاً فقالت عائشہ و صبی اللہ عنہا فقلت ما
رسول اللہ اسلام قبل ان یؤمر فقتل باعائشہ ان عبس لنا منی ولا
نما فلی (رواہ مسلم)

(اس حدیث کو امام مسلم بن الحجاج نے اپنی سنن میں ۲۶۱۱ سے پہلے مسند میں ۲۵۴۲ میں مندرج فرمایا۔
الطحاوی نے اپنی سنن میں ۱۰۱۱ سے پہلے فرمایا۔ اور امام احمد بن حنبل نے اپنی سنن میں ۱۵۹۱ سے پہلے
مندرج فرمایا۔ اس میں ۵۵۱ میں مندرج فرمایا۔ اس میں ۵۵۱ میں مندرج فرمایا۔ اس میں ۵۵۱ میں مندرج فرمایا۔
حوالہ سنن ابی داؤد میں ۵۵۱ میں مندرج فرمایا۔

ترجمہ

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں کس طرح نماز
پڑھتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان کو پہلے تہجد
رسول اللہ ﷺ ۱۱ رکعت سے پڑھتے تھے۔ پھر (پہلے) ۳ رکعت نفل
پڑھتے۔ (اس طرح کہ) اس کے بعد ۱۱ رکعت کی بات مت پوچھو۔ پھر ۴
رکعت نفل پڑھتے۔ (اس طرح کہ) اس کے بعد ۱۱ رکعت کی بات مت پوچھو۔
اس بعد ۳ رکعت وتر پڑھتے۔ میں نے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ آپ وتر
سے پہلے ۱۱ پڑھتے ہیں۔ تو فرمایا ارشاد فرمایا کہ اب عائشہ میری آنکھیں سوتی
تھیں۔ ان میں دوتا۔

حدیث نمبر ۲۸

عن انس بن سلمة قال سالت عائشہ و صبی اللہ عنہا عن صلوة رسول
اللہ ﷺ قال کان یصلی ثلاث عشرہ رکعة یصلی ثلاث عشرہ رکعة یصلی
ثلاث رکعات ثم یؤخر ثم یصلی رکعتین الخ

ترجمہ

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کتنی رکعت تھیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ
۱۱ رکعت پڑھتے تھے۔ (یعنی پہلے) ۸ رکعت (تہجد) پڑھتے۔
پھر (۳ رکعت) وتر پڑھتے۔ اور پھر ۲ رکعت (سنت) پڑھتے۔

عن یحییٰ بن ابي کثیر قال اخبرنی ابو سلمة ان سال عائشة رضى الله عنها عن صلوة رسول الله ﷺ مفككة غیر ان فی حدیثها یصح رکعت فانما یوتر معہی۔ (رواه مسلم)

ترجمہ

یعنی ابن کثیر سے روایت ہے کہ جب میں نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ ہمیں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت رسول ﷺ کی عمر کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مذکورہ حدیثوں کے علاوہ فرمایا کہ آپ ﷺ نے وتر سمیت ۹ رکعت پڑھیں۔ یعنی تم از کم ۹ رکعت تہجد اور ۳ رکعت وتر۔

حدیث نمبر ۳۰

عن عائشہ رضى الله عنها ان رسول الله ﷺ لا یسلم فی رکعتی الوتر رواہ البخاری بإسناد حسن و رواہ البیہقی فی السنن الکبیرۃ بإسناد صحیح

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول ﷺ وتر کی (دو) رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیلتے تھے۔ بلکہ تین رکعتوں کے سلام پھیلتے تھے۔

(جاء بالحق حصہ دوم)

وتر کی ۳ رکعت پر ائمہ دین کے اقوال زریں

قول اول

عن الحسن قال الخلف المسلمون علی ان الوتر ثلاث لا یسلم الا

آخرہ۔ (ترجمہ) حسن بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ دو تین رکعت ہیں اور اس کی صرف آخری رکعت کے بعد سلام پھیلا جائے۔
(بخاری ج ۲ صفحہ ۲۲۵ و ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۲۵ و ابن ماجہ ج ۲ صفحہ ۲۲۵ و دارالقرآن)

قول ثانی

عن شاذب عن انس بن انس انہ اؤمر متلا یہ۔ لا یسلم الا فی آخرہ۔ (ترجمہ) ثابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس نے تین رکعت نماز پڑھی۔ آخر میں سلام پھیلا۔
(بخاری ج ۲ صفحہ ۲۲۵ و ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۲۵ و ابن ماجہ ج ۲ صفحہ ۲۲۵ و دارالقرآن)

قول ثالث

عن ابن اسحاق قال کان اضعاف علی و اضعاف عبد اللہ بنی سلفیہ لا یسلمون فی رکعتی الوتر۔ (ترجمہ) ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب و حضرت عبداللہ بن مسعود ج ۱ اپنے اپنے اصحاب کے ساتھ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیلتے تھے۔

(بخاری ج ۲ صفحہ ۲۲۵ و ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۲۵ و ابن ماجہ ج ۲ صفحہ ۲۲۵ و دارالقرآن)

قول رابع

عن الحسن قال کان ابن ابی کثیر یؤدی ہذا لا یسلم الا فی الشافعی و الشافعیون۔ (ترجمہ) حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کثیر ج ۱ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ اور شافعی کی طرح تین رکعت کے بعد سلام پھیلتے تھے۔

(بخاری ج ۲ صفحہ ۲۲۵ و ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۲۵ و ابن ماجہ ج ۲ صفحہ ۲۲۵ و دارالقرآن)

الذوق ۱۳۹۰ھ۔ ترجمہ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۴ (۴۰۴ تک مسائل) (۱۰۱۲ مارچ ۱۹۷۱ء)

قول خاص

علاء بن ریحی نقلی کہتے ہیں: إِنْ دُرِيَثْرَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَا يَسْبِقُهُ إِلَّا فِي بَعْضِهَا
عَصَا - وَلَا حُدُوثٌ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَمَا رَوَاهُ فِي صِفَةِ قِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
وَبَعَثَ أَسْمَاءُ ابْنَتُهَا مَسْجُودًا وَجِىءَ اللَّهُ عَنْهُ لَهَا لِرَأْفَتِ وَزَوْشُونَ اللَّهُ ﷺ دَاكُزَتْ أُنْثَى
أَوْتَرِ ثَلَاثِينَ رَكَعَاتٍ لِقَرَأَةِ الْأُولَى سَمِعَ اسْمَهُ وَبَلَكَ الْأَعْلَى وَجِىءَ الشَّابِيَةُ قُلْ
بِأَلْفِ الْكَلِمَاتِ وَجِىءَ الشَّابِيَةُ قُلْ عِلْوَالَهُ أَحَدٌ وَفَسَتْ لُذْلُ الْكَلِمَاتِ وَهَكَذَا ذَكَرُوا
عَنْ أَبِي اللَّهِ عَمِلًا بِشَيْءٍ دَاخِلٍ عَدَّ حَالِيَهُ مِتَّوْنُهُ نِزَاجُ وَزَوْشُونَ اللَّهُ ﷺ
وَلِشَاوِي عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعْدًا لِيُؤْتِرَ زَكَاةً فَقَالَ سَاعِدًا لِيُؤْتِرَ زَكَاةً
قَالَ دَالِلُ الْوَسْطِ لِيُؤْتِرَ زَكَاةً رَضِيَ عَنِ الْبُخَارِيِّ وَفَالَتْ لِيُؤْتِرَ زَكَاةً رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ وَاللَّهُ سَالِحَاتٌ وَكَلِمَةٌ وَكَلِمَةٌ وَلَا تَهْ لَوْ حَالًا الْكَلِمَاتِ بِرَكَعَةٍ فِي نَسِيٍّ
أَشَدَّ دَلِيلًا لِحَالِ فِي الْحَقِّ فَضْرٌ - نَسَبُ الشُّعْرَى -

(ترجمہ) "بوتر کی تین رکعات ہیں۔ جس میں ہر رکعت ایک صریح آخری رکعت
سے بعد سلام بھیجے گا۔ تاہم اہل اہل بیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔
عبداللہ روایت ہے۔ جس کو ہم قیام رسول اللہ ﷺ کی صفت میں (پہلے) بیان کر چکے
ہیں۔ (اس میں یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ ۸ رکعات پڑھنے کے بعد ۳ رکعت بوتر پڑھا
کرتے تھے)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تھا کہ وہ
خضر اکرم سے کہہ دے کہ تو نماز پڑھ کر کہیں۔ تو انہوں نے آکر بتایا کہ حضور ﷺ نے وتر کی تین
رکعتیں پڑھیں۔ پہلی رکعت میں "سَمِعَ اسْمَهُ" کہی گئی۔ دوسری رکعت میں "قُلْ
بِأَلْفِ الْكَلِمَاتِ" کہی گئی۔ تیسری رکعت میں "قُلْ لِّلَّهِ الْغَنَاءُ" کہی گئی۔ اور رکوع میں ہانے سے
پہلے "عَايِشَةُ" کہی گئی۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی حضور ﷺ کے ساتھ
ہوتا تھا۔ یہ تین رکعتیں کہیں کہ انہوں نے اپنی خالہ ام المومنین حضرت یونسہ رضی اللہ

سے حضرت رسول اللہ ﷺ کے وتر کے ساتھ سے بیٹے مات نزاری

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سعد کو ایک رکعت بوتر پڑھتے ہوئے دیکھا تو
یہ تر تہی نوم کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو پھر (یعنی اس ایک کے ساتھ) اور طواف
پڑھ کر تین رکعات پڑھ کر۔ ورنہ میں تمہیں سزا دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس لئے
کہی تھی۔ کیونکہ وتر کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ حضور اقدس ﷺ نے نوم یہ (نوم تہی،
یعنی ایک رکعت بوتر) نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سَمِعْتُ عَمْرًا مِنْ ابْنِ رَكَعَاتٍ لِمَا زَكَاةً بِرَكَعَاتٍ قِيَامِ
جاء۔ اور اسی نے بھی (بوتر کی ایک رکعت ہاڑ کر تھیں) کہ اگر ایک رکعت نماز پڑھا، تو
سلوک کے لیے چھٹی نماز کو گھر کر کے ایک رکعت نماز کی اجازت ہوتی ہے۔
بوتر کی تین رکعتوں کے ثبوت میں بہت سی احادیث اور اقوال آئے ہیں طبعیم ارجو
موجود ہیں۔ ہر ۳۰ احادیث اور ۵ اقوال کا یہ حسین و جمیل گلدستہ بطور دلچسپی آگیا۔

خلاصہ کلام

ان چھ چھ کردار احادیث اور اقوال اندرون سے یہ واضح ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اور
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بوتر کی تین رکعات پڑھتے تھے۔ اور اس پر سب مسلمان متفق رہے۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ بوتر کی تین رکعتیں ہوں۔ کیونکہ اگر بوتر ایک رکعت
ہوتی تو پھر یہ تھا کہ کوئی فرض نماز بھی ایک رکعت ہوتی۔ حالانکہ کوئی نماز ایک رکعت نہیں پڑھ
تو فرض رہے کوئی نفل اور سنت نہ کہ وہ یا نفل نہ کہ وہ بھی ایک رکعت نہیں۔ فرض نماز دو رکعت ہے
جیسے نماز فجر۔ یا پھر رکعت ہے جیسے نماز ظہر، عصر اور نماز عشاء۔ یا تین رکعت ہے جیسے

لہذا مغرب اسی طرح اگر ایک بکت ممکن ہوتی تو لازمی طور پر سڑکی میں سے لڑائی جھگڑی بھڑائی کا
نہایت بڑی جہالت چاہیے۔ معلوم ہوا کہ گمراہ کا ایک بکت ہونا نہ صرف اہل ایمان کے
خلاف ہے بلکہ یہ جہالت بھی ہے۔ ایک نہایت فاضل و فاضل ہے۔ یقیناً ہے اور۔ سرکار
دعوت کے سرانجام میں کرامت و سئل اور اجازت امت سے کہ خلاف ہے۔

چیلنج

مذہبیت کا احاطہ نہ ہے، ہمیں یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو بھی رکعت میں "سج" اور
 "تہ" الٹی "اور دوسری رکعت میں" قل یا اے اللہ! افران" اور تیسری رکعت میں "قل یا اللہ
 اے اللہ! یا سنا کرتے تھے۔ ان تمام روایات میں مسلسل تین رکعتوں کا اور ہر رکعت میں ٹیچہ
 ٹیچہ اسوۃ کے پڑھے جانے کا ذکر ہے۔

خیر مقلدہ ہالی یہ بتائیں کہ

الغناز و ترايب رکت ہوئی۔ تو حضور اکریم ﷺ پر رقیں کیسے پڑتے تھے؟

﴿ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ سَادِقِينَ ﴾

X

مسئلہ 9

”لہذا وہ کسی آخری راحت میں، قرأت کے بعد، رکوع سے پہلے، جانے
 قوت ہمیشہ برسرِ سلطنت ہے۔ جبکہ اس کے خلاف کرنا سخت برا ہے۔“

ملک کے لیے عقلمند و پانی ہیمہ۔ (پانی ہر روز قراہ سال)۔ عا۔ قوت پر مبنی منبع
کہتے ہیں۔ صرف اور مضامین کی آخری پندرہ دو نمون میں چاند دوست سمجھتے ہیں۔ جو کہ
رام ملتا ہے۔

ہمارے گھلوں سے۔
 سامنے تیرے نماز و رُکوعِ آخری رکعت میں، قرأت سے بعد اور نوح سے پہلے، تمام سال پڑھنے کے ثبوت ہیں! احادیثِ ثقیل کا خوبصورت مجموعہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۲۵۱

اور قس اور چھٹی کے دستے سے سویا جان غلام۔ یہ ہے روایت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخر النور و كانوا یسئلونہ بالک.

43

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق ؓ، حضرت عثمان غنی ؓ، حضرت علی رضی اللہ عنہما، سب حضرات فرماتے تھے کہ حضور ﷺ وراثی آخری رکعت میں دعا سے فوت پڑتے تھے۔ اور تمام صحابہ ؓ بھی اس پر متفق تھے۔

مدحت فیبر ۹۵۲

اور ان (۱۰) ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ - رضی اللہ عنہ الخائب - سے روایت کی۔

ان رسول الله يسمى الله عليه وسلم كان يقول في حجر وتره اللهم اني اعوذ بك الخ

 $\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \left(\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \right)$

وکتب رسول اللہ ﷺ اپنی آخری رکعت میں یہ دعا القاضیٰ فی احوالہ۔
آخر تک پڑھئے تھے۔

۱۰۰

عيسى، نبي الله صلى الله عليه وسلم، كان يقيم في بيت المقدس
وكانت كنانة من بني كنانة، وهي من بني كنانة، وهي من بني كنانة
سكن في بيت المقدس، وهي من بني كنانة، وهي من بني كنانة
البركة

البركوع

(پھر یہ بھی ساقی نے اس کے اظہارِ فوجیہ کے ساتھ جواب دیا تھا کہ :)

439

حضرت انبیاء علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عین رکعت و آخر پڑھتے تھے۔ جس کی پہلی رکعت میں بحکمہ رب العالی دوسری میں قل یا اھیا یا قیوم اور تیسری رکعت میں قل یا اھیا اور سورۃ سے تمنا حاصل فرماتے پڑھتے تھے۔

نوٹ: اس راایت سے معلوم ہوا کہ ہر کاروبار کا نام اللہ تعالیٰ کی شہادت پر قائم کیا جائے۔

$$A_{\mu} = \frac{1}{2} \frac{\partial}{\partial x^{\mu}} \ln \frac{1}{\det g}$$

عن أبي هريرة عن رسول الله ﷺ أنه قال: «من شرب من ماء من هذا المسجد لم يضره شيء»

دستور اخوان و انجمن ۲۰۲۰ مطبع مکتبائی اسلام آباد طبع ۱۴۴۲ھ

23

حضرت اہل انبیا کعب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ وتر میں رکعت سے پہلے شہادت پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۹

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أن النبي ﷺ كان يغتسل من الوتر قبل الركوع

(بخاری، مسلم، وأبو داود، وابن ماجه في صحيحهم) م ۳۲۰ طبرانی، المعجم الاوسط ج ۱ ص ۴۸۵ (الطحاوی)

79

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ اتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

عدد پست نمبر ۱۰

امام محمد نے آثار میں اور حافظ ابن خرومہ نے امام ابو حنیفہ سے انہوں
 نے حضرت عطاء سے انہوں نے حضرت ابی ایوب نعمانی سے انہوں نے حضرت
 عبداللہ بن مسعود سے روایت کی۔

إنه كان يفتت السنة كلها في التوثر قبل الزكوع.

27

چنگ آب ﷺ نماز وتر میں رکوع سے پہلے 'تمام سال دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

نوٹ - ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ عاے قنوت

۱۔ نماز وتر کی آخری (یعنی تیسری رکعت) میں۔

۴. قرأت کے بعد

۳۔ رولنگ سے پہلے اور

۴۔ ہمارا سال پُرانی ہے۔

دعاے قنوت نماز وتر میں رکوع سے پہلے اور سارا سال پڑھنے کے ثبوت میں

اقوال صحابہؓ اور اقوال ائمہ دین

قول اول

فرمانی عملیہ اہل مشعوذہ اللہ تعالیٰ فی امین ترقی السنۃ کثافتہا واحفظہ اللہ تعالیٰ
 واصل السکون۔ (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما قیام قیامت کو کھڑے ہو کر فرما
 دیتے تھے اور ان کا مسک تھا کہ اگر اس سے پہلے جانے لیتے تو بڑی جانتے۔
 (کنز العمال ج ۱ ص ۱۳۱) علامہ محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل کی ہے۔

قول جانی

عن الأسود بن يزيد أن ابن عمر وعمر بن الخطاب عظماء من بني النضير
الفرجاء - (ترجمہ) اسوید بن یزید سے روایت ہے کہ ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے پہلے چلے گئے۔
(تحریر المصنفین ج ۳ ص ۳۰۲ مطبوعہ دار الفکر ۱۴۰۶ھ)

قول عبارت

عن علقمہ اسی مشغور و انسحاب السی صلی اللہ علیہ وسلم کا یاد یقینوں
فی الفور صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ) حاضر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ اسی مشغور
میں کتاب کراہی و قریشی کو اس کے ساتھ دعا بقولت یا حاضر کرتے تھے۔ (حوالہ سابق)

خلاصہ کلام

ان تمام احادیث اور اقوال صحابہ کرام علیہم السلام کو دیکھ کر، حضور اقدس ﷺ اور ان کے صحابہؓ پر جو کفر صرف آخری رمضان میں، مائے قنوت پر چڑھی ہے اور آخری نصف رمضان کے اس ۱۲ قیام سال کا مائے قنوت نہیں چڑھی، انہیں بھی نہ تو جنس، بلکہ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے صراحۃً منقول اور ثابت ہے کہ سرکا کر دو عالم اور ان کے صحابہؓ کا رسالہ غزوہ کی تیسری رکعت میں قرأت کے بعد اوردو سے پہلے مائے قنوت پڑھتے تھے۔

(۴) ہاتھ اور ہانک ان کیسٹ میں سادھیں۔

X

مسئلہ 10

”وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں بالخصوص نماز فجر میں قنوت پڑھنا سخت منع ہے۔“
 مگر طے مقدمہ پایا (جو کہ) وتر میں تو (داد و مضامین کی آخری پندرہ باتوں کے
 سوا) دعا کے قنوت نہیں پڑھتے۔ البتہ نماز فجر کی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد دعا کا
 قنوت ایسا پڑھتے ہیں جبکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہ دعا کے قنوت فجر کی دوسری رکعت میں
 چند روز پڑھی۔ اس کے بعد ترک فرمادی۔ اور پھر بھی نہ پڑھی۔
 چنانچہ اس باب میں نماز فجر کی دوسری رکعت میں دعا کے قنوت کے منسوخ ہونے
 سے پاداش گندہ احادیث کا پیشِ خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۲۱۲

بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أما قلت رسول الله صلى الله عليه وسلم شهيرا أنه كان مع أناسا يقال لهم
 الصمراء يهيمون بخلا قاصمينوا فقلت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد
 الركوع شهيرا يهيمون عليهم (رواه البخاري ومسلم)

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے قنوت صرف ایک ماہ پڑھی۔ آپ ﷺ نے سرسما یہ کو جو
 قاری قرآن تھے ایک جگہ تبلیغ کیلئے بھیجا وہ شہید کر دیئے گئے۔ تو حضور
 اقدس ﷺ نے ایک ماہ تک رکوع کے بعد ان کا پڑھا فرماتا ہو۔
 قنوت پڑھی۔

نوٹ۔ ایک ماہ کی قید معلوم ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ کا یہ فعل شریف ہمیشہ کیلئے نہ
 تھا۔ بلکہ مدد کی وجہ سے صرف ایک ماہ پڑھا۔ اس کے بعد منسوخ ہو گیا۔

حدیث نمبر ۳

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
 قال قلت رسول الله صلى الله عليه وسلم شهيرا يهيمون علي الركوع
 علينا ظهر عنهم ترك الغنوت.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے صرف ایک ماہ دعا کے قنوت پڑھی (اور عرب
 سے بعض قبیلوں) علی اور ذکوان (دلیبرہ) پر پڑھا فرمائی۔ جب حضور ﷺ غالب
 آ گئے تو۔ ترك الغنوت۔ یعنی قنوت چھوڑ دی۔

حدیث نمبر ۵۵۴

ابوداؤد و نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
 ان القنوت كان عليه وسامه وقت شهيرا لهم تركه.

ترجمہ

یقیناً حضور نبی کریم ﷺ علیہ التحیۃ والسلام نے ایک ماہ قنوت پڑھی۔ پھر چھوڑ دی۔

حدیث نمبر ۸۲۶

امام ترمذی و امام نسائی و امام ابن ماجہ نے حضرت ابو بکر اشجعی سے روایت کی۔
 قال قلت لابي يا ابا عبد الله قد صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم
 وابي بكر و عمر و عثمان و علي حين كانوا يقولون دعاء من خلفهم فحدثني
 كانوا يقولون قال يميني هذا محدث

ترجمہ

حضرت ابو بکر اشجعی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا۔ ابا ابی آپ
 نے حضور اقدس ﷺ اور خلفائے اربعہ کے بعد دعا پڑھنے کا یہ کچھ تفریق کیا پانچ
 سال تک میں پڑھی ہیں۔ کیا یہ حضرت اہل بیت پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ
 جیسا یہ دعوت ہے۔

میں سے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ دن بھر نذرانیاں پہنے و شام کو فرشتہ نرسے کچھ اسباب صلہ کی نذر کرے اور کچھ پہنے پاس رکھ لیتے۔

اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کا یہ گروہ اعلیٰ نجد کے تاریک دلوں کو نور و حید سے منور کرنے کی حیرت کرے ابو براہ کی صحبت میں روانہ ہوا۔ آخر یہ قافلہ سو نہ نامی کنوئیں سے پاس چا کر اترتا۔ یہ کنواں اپنی حاصر قید کے حلقہ اور اپنی سیب کے حواس کے درمیان واقع ہے۔ (حرو سے مراد پتھر پہلے میدان ہے کہ یہاں سیب پتھروں کے چھوٹے ٹکڑے کھڑے ہوئے چڑھے ہوئے ہیں)۔ یہاں فروکش ہو کر انہوں نے حضرت حرام بن عثمان سے کوس قبیلہ (یعنی حاصر) کے رئیس حاصر بن طفیل سے پاس بھیجا تا کہ سر کا درو عالم کو کتب گرامی اسے پہنچائیں۔ اس بد بخت نے آپ سے کتب کو چھین کر چھینا اور نہ کیا اور اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ اس نے چپکے سے آکر پشت کی طرف سے ان کے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا نیزہ گھسپ دیا، جو ان کی چھاتی پیچیدہ ہوا پر نکل آیا۔ تو حضرت حرام بن عثمان سے ان کی زبان سے یہاں سے جملہ نکلا۔ اللہ اکبر! لڑت لڑت وہم الکفہ اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ کعبہ کی رب کی قسم! میں نے اپنی زندگی کی بازی جیت لی۔ (یہاں اللہ کی قدرت بخشنے ایمان ہے)۔ یہ حضرت حرام بن عثمان سے حضرت انس سے ملا۔ ماموں تھے۔ آپ سے کوشید کرنے کے بعد حاصر بن طفیل نے اس پاس سے چٹاں سے (یعنی غصے) دھل اور ڈکوان سے سب کی طرف آتی و دراز سب کے تیار ہو کر آپ میں۔ ایک بد اختر تیار ہو گیا۔ مسلح ہو کر مٹی بھر مسالو پر پلہ بول دیا۔ مسلمان اطمینان سے اپنے غیموں میں غرق تھے۔ ان سے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہاں کے لوگ ان کے ساتھ ایسی غم وادی کریں گے۔ چنانچہ جب ان قافلہ کو گنگی گوار میں لہراتے۔ غار کے آگے اپنی آتے ہوئے دیکھا، تو مسلمانوں نے بھی اپنی گوار میں سے بنام کر لیں اور ان کے ساتھ مقابلے میں تیار ہو گئے۔ لیکن ان مسلمانوں قتلہ آوروں نے ان بھلیوں سے کسی و مہاف نہ کیا۔

سب کوشید کر دیا۔

سرکارِ دو عالم جب اس المناک سانحہ کی اطلاع ملی، مژدہ حورو انتہائی وادہ اور ایک صبیحہ تک صبح کی نماز میں دھل ڈکوان اور غصے قافلہ کے چنبیوں نے اللہ اور اس کے رسول متہول کی افرامانی کی۔ پہلے بد دعا فرماتے ہوئے قوت پر مٹی۔ اور جب یہ آہستہ کریدے نازل ہوئی، لیں تک من افرامی دہ قوت آپ سے لے کر چھ میں قوت متوف فرمادی۔

امام طاہری کی تحقیق

امام طاہری نے شرح معانی آثار کے صفحہ ۱۴۳ سے صفحہ ۱۴۴ تک آٹھ صفحات میں نماز فجر میں دعائے قوت پر بحث کی۔ اور حضرت ابو ہریرہ و حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد الرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی سند کے ساتھ کچھ روایت سے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ سے صرف ایک واقعت پر مٹی۔ پھر جب ایسے لک ص الامور شہد (سورۃ آل عمران پارہ ۴) نازل ہوئی تو آپ سے قوت پر مٹی ترک فرمادی۔ اس کے بعد پھر کسی (فرض) نماز میں قوت نہیں پر مٹی۔

(نہر اہل علم طہری، ج ۱، ص ۲۲۲، شرح معانی آثار، ج ۱، ص ۱۴۳، مطبعہ دار الفکر، پاکستان ۱۹۷۱ء)

خلاصہ کلام

تمام فقہاء کا حال جنگ اور بغیر حالت جنگ دونوں میں قوت پر مٹی کا اتفاق ہے۔ جبکہ ویزہ کعبہ میں (یعنی نماز وتر کے علاوہ دوسری نمازوں میں) بعض حالت جنگ میں حضور سے قوت ثابت ہے۔ اور ابھی آیت کریمہ ایسے لک ص الامور شہد نازل ہوئے کے بعد ترک فرمادی۔ اس آیت کے نزول کے بعد پھر کسی قوت چڑھا جا ۴۰ بت نہیں۔ اس طرح ویزہ علاوہ کسی اور نماز میں۔ حالت قوت کی نفی

ہوئی۔ تو جب اتر سے فیہ میں ٹپی ہوئی، تو معلوم ہوا کہ قوت صرف نماز کے سبب سے
نی پڑھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ۱۰ اور کوئی سبب نہیں۔

البحر

نماز سے اب بے نیاز ثابت ہوا کہ قوت صرف نماز کے ساتھ مخصوص ہے۔ نماز
وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں (حالت جنگ یا غیر حالت جنگ) یا اذان بخلاف سنت سے۔

﴿هَذَا مَا هَلَكْتُمْ فِيهِ﴾

XX

مسئلہ 11

”مرد کیلئے سنت یہ ہے۔ کہ دونوں اہتیات میں داہنا پاؤں کھڑا کرے اور
بایں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے۔ جبکہ عورت دونوں پاؤں وقتی جانب نکال دے اور
سرین زمین پر رکھے“

مگر غیر مقلد وہابی اس کے خلاف کرتے ہیں۔ پہلی اہتیات میں مردوں کی
طرح بیٹھتے ہیں۔ جبکہ دوسری اہتیات میں عورتوں کی طرح بیٹھتے ہیں۔ جو کہ سراسر سنت کے
خلاف ہے۔ چنانچہ دونوں اہتیات میں داہنا پاؤں کھڑا کر کے اور بایں پاؤں بچھا کر اس پر
بیٹھنے کے ثبوت میں گلدستہ احادیث پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱

مسلم شریف نے حضرت مالک رحمہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ایک غویث
حدیث نقل کی۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

وَكَلَى بِخَيْرٍ مِنْ جِلَّةِ الْيَمِينِ وَيَمُتُّبُ وَجِلَّةِ الْيَمِينِ

ترجمہ

آپ ﷺ اپنا بایں پاؤں بچھاتے تھے۔ اور داہنا پاؤں کھڑا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۳۱

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قَالَ لَمَّا السُّنَّةُ هِيَ السُّنَّةُ أَنْ تَقْصِبَ وَجِلَّةَ الْيَمِينِ وَتَكَلَى الْيَمِينِ

زَادَ النَّاسُ وَاسْتَمْتَلَهُ بِاصْبِعِهَا الْقَبْلَةَ

ترجمہ

سنت یہ ہے کہ اپنے داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بایں پاؤں بچھائے۔ سنانی نے اس پر

زیادہ کیا کہ پاؤں کی انگلیاں قبل کی طرف ترے۔

حدیث نمبر ۳۳۵

بخاری شریف، امام مالک، ابوداؤد و نسائی نے سیدنا عہدہ بن عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی۔

اِنَّهُ كَانَ يَرَى عَيْنَهُ الْاَنْفَ عَمْرٍ يَتَوَرَّعُ فِي الصَّلَاةِ اِذَا جَلَسَ فَالْاُفْلَاحُ
وَتَابِعُوهُ حَدَّثَنَا الْعَمْرِيُّ عَنْ عَيْنِ بْنِ عَمْرٍ وَفَالِ سَنَةِ الصَّلَاةِ
اِنْ تَلَمَّعَ وَجْهَكَ الْيَمْنَى وَتَلَمَّعَ وَجْهَكَ الْيُسْرَى فَقُلْتُ لَنْ اَلْبِكَ لَمَعَلْ
ذَلِكَ اِنْ رَجَلِي لَا تَخْلِفَانِي.

ترجمہ

جب اب عبد اللہؓ نے اپنے والد محترم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ
آپ نماز میں چہار زانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بھی ایسے ہی
بیٹھا۔ اس وقت میں نے عرض کیا: (میرے والد محترم) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما نے اس سے منع فرمایا۔ اور کہا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ تم اپنا داہنا پاؤں نماز کرو
اور بائیں پاؤں بچھاؤ۔ میں نے کہا کہ آپ تو یہ کہتے ہیں (یعنی چہار زانو بیٹھتے
ہیں)۔ تو انہوں نے فرمایا (میرے چہار زانو بیٹھنے کی وجہ یہ ہے) کہ میرے پاؤں میرا
بوجھ نہیں اٹھاتے (یعنی مدھوری ہے)۔

حدیث نمبر ۳۳۸

ترمذی شریف اور میرانی نے حضرت واصل بن جریرؓ سے روایت کی۔

فَالِ تَخْلِفُ الصَّلَاةَ قُلْتُ لَا تَخْلِفُ اِلَى صَلَاةٍ وَرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَأَى فَلَمَّا جَلَسَ يَحْسِبُ لِمُتَشَبِّهٍ اقْتَرَضَ وَجْهَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ
الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُسْرَى وَصَبَّ رَجْلَهُ الْيُسْرَى.

ترجمہ

حضرت واصل بن جریرؓ فرماتے ہیں جب میں نے عینہ آیا تو میں نے (دل ہی دل

میں اسے آپ سے) کہا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھوں گا۔
(چنانچہ میں نے دیکھا کہ) جب آپؐ نماز میں (یعنی انقیات کیلئے) بیٹھے تو
آپؐ نے اپنا بائیں پاؤں بچھا لیا۔ اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھ دیا۔ اور
بائیں پاؤں تھوڑا کر دیا۔

حدیث نمبر ۳۳۹

بخاری شریف میں نے حضرت ابراہیمؓ کی روایت کی۔

اِنَّهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ اِذَا جَلَسَ اَنْ يَدْخُلَ فِي الصَّلَاةِ اَنْ يَتَوَرَّعَ فَخْذَهُ
الْيُسْرَى عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَجْلِسُ عَلَيْهَا

ترجمہ

آپ مستحب پاتے تھے کہ مراد اپنا بائیں پاؤں زمین پر بچھائے اور اس پر بیٹھے۔

حدیث نمبر ۳۴۰

ابوداؤد نے حضرت ابراہیمؓ کی روایت کی۔

كَانَ الْعَمْرِيُّ مِنْهُ رَأَى رَأَى اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ اقْتَرَضَ رَجْلَهُ الْيُسْرَى
حَسْبُ اَسْوَدَ ظَهَرَ فَخْذَهُ.

ترجمہ

نبی کریمؐ جب نماز میں بیٹھے تو اپنا داہنا پاؤں بچھا لیتے تھے۔ یہاں تک کہ
آپؐ کے قدم شریف کی پشت سیاہ ہو جاتی۔

حدیث نمبر ۳۴۱

بخاری شریف نے سیدنا ابوسعید خدریؓ سے ایک طویل حدیث نقل فرمائی۔ جس
کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

فَاِذَا جَلَسَ فَلْيَنْصَبْ رَجْلَهُ الْيُمْنَى وَالْيُسْرَى رَجْلَهُ الْيُسْرَى

ترجمہ

جب نماز کی انماز میں بیٹھے تو اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پاؤں بچھے لے۔

حدیث نمبر ۱۳

نمازی شریف نے حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کی۔

وَالْحَقُّ قُلْتُ خَلَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْبُثًا لَا حِفْظًا
صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا قَدَّ لِلْمَلْبُثِ دَرَسَ
وَحَلَّهُ الْيُسْرَى ثُمَّ قَدَّ عَلَيْنَا.

ترجمہ

وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں میں نے حضور اقدسؐ کے پیچھے یہ سوچ کر نماز پڑھی
کہ حضورؐ کی نماز (کا طریقہ) یاد کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ
انقیات کیلئے بیٹھے تو آپؐ نے ہاتھ پاؤں بچھایا اور پھر اس بیٹھے۔

حدیث نمبر ۱۴

نمازی شریف نے حضرت ابو حمزہ سہمیؓ سے ایک طویل حدیث روایت کی۔ جس
سے آخری الفاظ یہ ہیں۔

فَلَمَّا قَدَّ لِلْمَلْبُثِ دَرَسَ وَحَلَّهُ الْيُسْرَى وَصَبَّ الْيُمْنَى عَلَى صَدْرِهِ
وَيَسْلُكُهُ.

ترجمہ

حضور اکرمؐ جب انقیات کیلئے بیٹھے تو آپؐ نے اپنا بائیں پاؤں (بیٹھے)
بچھایا۔ اور اپنا دائیں پاؤں اس سے سینے پر کھڑا کیا۔ (پھر) انقیات پڑھی۔

نوٹ: ان چودہ احادیث سے علاوہ دیگر بہت سی احادیث ہیں کہ جن سے نماز میں بیٹھنے
کیلئے بائیں پاؤں کھڑا کرنا اور بائیں پاؤں بچھ کر اس پر بیٹھنا ثابت ہے۔

فتحا عکرام کے نزدیک

اسماق کے نزدیک نماز میں بیٹھنے کی تمام صورتوں میں سنت طریقہ یہی ہے کہ بائیں

(سزا) پایا ہے اور بائیں پاؤں بچھایا گیا ہے۔ جیسا کہ اس باب سے اندر مسطور شدہ ایک
کلی حدیث "حضرت" شمس الدین طبرانی نے روایت سے ثابت ہے۔

امام مالکؒ سے نزدیک بیٹھنے کی تمام صورتوں میں تو رک (یعنی بائیں پاؤں بیٹھے
سے نکال کر) بائیں پر بیٹھنا (سنت) ہے۔ امام شافعیؒ سے نزدیک پہلے قدمہ میں تو رک
سے اٹھ کر بیٹھنے اور دوسرے قدمہ میں تو رک سے ساتھ بیٹھنے۔ (پھر) امام احمد بن حنبلؒ کے
دو ایک قدمہ سے بعد بیٹھنے کا طریقہ احناف سے مطابقت ہے۔ (بحوالہ ابن ابی شیبہ)

یہ اس ۱۹۵ء (۱۳۷۵ھ) میں

علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے۔

السَّيِّدُ ابْنُ جَبْرِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَمَعْرُشًا وَهَوَانًا يَتَنَزَّلُ رَجُلُ الْيُسْرَى مِثْلَهُمَا
وَيَجْلِسُ عَلَيْهِمَا وَصَبَّ رَجُلُ الْيُمْنَى وَجْهَهُمَا مِنْ نَحْتٍ وَيَجْلِسُ بَعْدَهُمَا أَمَّا
بِالرَّجُلِ يَسْعُدُ حَسْبُهَا لَتَكُونَ أَلْطَرُافُ أَمَّا عَلَيَّ الْقَلْبُ قَالَ ابُو حَمِيْدٍ فِي حَقِّهِ مَقُولَةٌ
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ شِئْتُ رَجُلُ الْيُسْرَى وَقَدَّ عَمَّا لَمْ أَتَّكِلْ حَتَّى رَجَعَ
إِلَى حُجْمِهِ فَيُشِمُّهُ هُوَ سَابِحًا وَفِي حَبِطِ الْيُسْرَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ عَائِشَةُ
وَكُلُّانُ بِعَرَشِ رَجُلِ الْيُسْرَى وَبِصَبِّ الْيُمْنَى - مَعْنَى عَلَيْهِ - (ترمذی) نماز میں بیٹھنے کا
مستون طریقہ یہ ہے کہ دو قدمہ بائیں سے درمیان پر بیٹھ کر بیٹھنے۔ اس کا طریقہ یہ ہے۔ بائیں
پاؤں سے زکر بیٹھنے سے اور اس پر بیٹھنے اور دائیں پاؤں اس طرف سے بیٹھ کر اکرے کہ اس کی
انگلیاں زمین پر قہقہہ کی طرف بھی رہیں۔ ابو حمزہؓ حضور اکرمؐ کی نماز کا طریقہ بیان
کرتے ہوئے یہاں حضورؐ نے بائیں پاؤں سے زکر اور دائیں سے بیٹھنے (پھر) بچھ کر اس پر بیٹھنے اور
بانگس سپہ سے بیٹھنے کی۔ یہ بدیہی جگہ پر آ جاتی ہے۔ اس سے بعد دو بار دو قدمہ کرتے
تھے۔ حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا نے حضورؐ کی نماز کی مفتی بیان فرمائی۔ اس
میں بھی یہی کہ حضورؐ نے بائیں پاؤں بچھائے اور دائیں پاؤں سے اکرے۔ (یہ حدیث
بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہے)

اور جہاں تک متعلق ہے تو رک (بائیں پاؤں بیٹھے سے نکال کر سر زمین پر بیٹھنا) کو

حدیث امام بخاری نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اس کو سخت کی تصدیق یعنی کبر
کی (بڑھاپہ) پر محمول کیا ہے۔

خلاصہ کلام

ان تمام روایات اور فقہاء کرام کی آراء سے بے طاہر بننے کے لئے اس حدیث کو محمول کر دیا
جیسے صحیح سند پر قیاس کیا جاتا ہے کہ روایات پاؤں سے اور پایاں پاؤں سے بچے کر بیٹھا
جائے۔ اور جس حدیث میں توڑک سے ساتھ بیٹھنے کا ذکر ہے اس کو امام بخاری نے ضعیف
قرار دیا ہے۔ اور یہی (بڑھاپہ) پر محمول کیا ہے۔ سرکارِ دو عالم علیہ توڑک سے ساتھ اس
سے بیٹھنے میں کہ بیماری یا بڑھاپہ کی وجہ سے توڑک (یعنی دونوں پاؤں) دائیں جانب اٹال
کر سرین پر بیٹھنے کا صحیح امت کیلئے جواز بن جاتا ہے۔ اس لئے یہ حدیث کبریٰ یا طرد پر
محمول ہے۔

و هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين

✕

مسئلہ 12

”فراز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ پڑھنا منع ہے
ورقظاف ست ہے۔“

حکم غیر مقلد واپنی نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کا تلاوت کی نیت سے پڑھنا واجب
جانتے ہیں۔ چنانچہ ہم نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کے نہ پڑھنے کے ثبوت میں گلدستہ احادیث
پیش کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱

متنی شرح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ باب قرأت الفاتحہ ایلمازہ میں ہے۔

ومن كان لا يعرف، في الصلوة على الجنائز، وسكر عمر ابن الخطاب
وعلى ابن ابي طالب و ابن عمر و ابو هريرة و من القابعين عطاء و
طائوس و سعيد و ابن المسيب و ابن سيرين و سعيد ابن حدير و
الشيبي و الحكم قال ابن المنزوي قال مجاهد و حماد و الثوري و قال
مالك قرأت الفاتحة ليست مضبو لا بها في بلدنا من صفة الصلوة

ترجمہ

اور جو حضرات نماز جنازہ میں تلاوت نہ کرتے تھے اور اس کا انکار کرتے تھے۔ ان
میں حضرت عمر ابن خطاب، ابی ذہب طالب، ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ہیں اور
تابعین میں سے حضرت عطاء، طاؤس، سعید بن مسیب، محمد بن سیرین، سعید بن
جبیر، ابی شیبہ اور تنعم ہیں۔ ابن منذر کہتے ہیں کہ یہی قول صحابہ و تابعین اور مجاہد کا ہے۔
امام مالک فرماتے ہیں کہ ہمارے شیعہ (حدیث منورہ) میں نماز جنازہ کے اندر سورۃ
فاتحہ پڑھنے کا کوئی روایت نہیں۔

حدیث نمبر ۴

مؤطا امام مالک میں روایت ہے: *ما یحکم عن ابن عمر*۔

ان ابن عمر رضی اللہ عنہما کل لا یشر۔ فی الصلوٰۃ (فتح القدیر)

ترجمہ

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں بخاری قرآن پاک نہ کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳

عفی سئل ابی ہریرۃ کیف یصلی علی الجنۃ فقال ابو ہریرۃ انما یصلی علیہا علیہا من عند علیہا فاداء وضعت کفرت و حمدت اللہ و صلیت علیہ ثم اقول الفیض عندک و ابی عبدک و انی استکت کل فیہذہ (فتح القدیر)

ترجمہ

روایت ہے اس سے کہ جس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہر نماز میں جو کچھ میں پڑھتا ہوں میں صحت کے گھر سے اس کے ساتھ جاتا ہوں۔ جب میت دیکھی جاتی ہے تو تکبیریں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد، اس کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔ پھر یہ دعا پڑھتا ہوں: 'اللہم! تیرا یہ بندہ جو تیرے ملاں بندے اور تیری ملاں بندی کا بیٹا ہے تو حید و رسالت کی گواہی دیتا ہے۔'

"خود بخیر" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مائی ہوئی اس حدیث میں نماز جنازہ کے اندر حمد و درود شریف اور دعا کا ذکر تو ہے مگر اس حدیث میں قرآن پاک کا ذکر ہاں نہیں۔ معلوم ہوا کہ اس کے صحابہ کرام پیغمبر اور خواص نماز جنازہ میں بخاری قرآن پاک نہیں کرتے تھے۔

(موری ۲۳ دسمبر ۲۰۰۱ء)

یہاں تک اس کتاب کا مسودہ منگلہ کی مرکزی کتب خانہ مع مسجد محمدیہ فورینڈیشن کالونی میں

چھپ کر نکلا گیا۔ اور الحمد للہ اس سہ ماہی میں سے مندرجہ ذیل سب تصنیف کی ہیں۔

- ۱۔ "فخائل صلوٰۃ و سلام" صفحات ۳۲۸۔ موضوع۔ درود شریف کی فضیلت
- ۲۔ "فخائل صلوٰۃ و سلام" صفحات ۲۰۸۔ موضوع۔ میلاد النبی ﷺ کی فضیلت
- ۳۔ "اربعین فی فضائل علم دین" صفحات ۱۵۰۔ موضوع۔ علم دین کی فضیلت
- ۴۔ "قانونی جلالہ" صفحات ۲۸۸۔ موضوع۔ علم صرف کے ۶۱ قوانین کی شرت۔
- ۵۔ "مرآت الاحوال" شرح جامعہ عالمی۔ موضوع۔ شرت، جامعہ عالمی کا درود ترجمہ تشریح اور مدونہ کیب۔

- ۶۔ "فخائل احکام" صفحات ۳۸۔ موضوع۔ احکام۔ فضائل اور مسائل۔
- ۷۔ "فضیلت شب برأت" شب برأت کی فضیلت اور فوائد۔

- ۸۔ "عما فیہ رسول اللہ ﷺ" یا رسول اللہ ﷺ کہنے کا ثبوت۔

- ۹۔ "بیت طریقت" بیت کی ضرورت اور مرشد کامل کے اوصاف۔

- ۱۰۔ "سفر حرم شریفین" صفحات ۴۸۔

- ۱۱۔ "تکبیرات المکتوب" ۶۲ صفحات۔ آیات حیات۔ ۱۲۰۰ احادیث۔ رسول اللہ ﷺ

- ۱۲۔ "مسائل فقہیہ پر مشتمل نمونہ کے فقہاء اور مسائل پر شاندار اور لاجواب کتاب۔

"Rules & Benefits of Iḥkaf"

(an English version of "Fazal-e-Iḥkaf")

۱۹۶۹ء میں مصنف محمد صادق کبارانی نے حضور قید عالم حافظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے

پیر لاجانی حضرت جلال الدین شاہ صاحب فورانہ مرقدہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر

منگلہ کالونی میں امام خطیب کیلئے درخواست کی۔ تو حضور قید عالم علیہ الرحمۃ نے منگلہ میں

خدمت دین کیلئے مجھ سے کارکنی ڈیوٹی لگا دی۔ کہ میں نے منگلہ میں رہ کر مذہبی، علمی، تدریسی اور

خلاصہ کلام

ان تمام روایات سے یہ معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ تلاوت کی نیت سے نماز جنازہ میں پڑھنی منع ہے۔ البتہ دعا کیلئے جائز ہے۔ بہر حال دعا کی نیت سے بھی سورۃ فاتحہ کا نہ پڑھنا ہی بہتر اور ضروری ہے۔ کیونکہ سننے والے کو معلوم نہیں کہ سورۃ فاتحہ تلاوت کی نیت سے پڑھی جارہی ہے یا کہ دعا کی نیت سے۔ اور پھر یہ کہ جب ان تمام روایات میں صراحۃً مذکور ہے کہ نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے کوئی بھی سورۃ نہ پڑھی جائے۔ تو پھر بھی پتہ نہیں کیوں؟ وہابی فیہ مقلد کو کچھ نہ آتی۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ﴾ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۴﴾

۲۰

دوسرا حصہ

وہابیوں و یوہندیوں کی تہذیب کے

۱۲ مسائل عجیبہ

مسئلہ نمبر ۱

دلہا سے نزدیکی پیشاب کرتے وقت اور جماع کرتے وقت ذکر کرنے سے بندہ گنہگار نہیں ہوتا۔ اور پانچاں کرتے وقت قبل کی طرف مذکر چاہتا ہے۔ جماعت حسب ذیل ہے۔
 ”پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ متربہا ہے۔ اگر کوئی ایسی حالت میں اللہ کا ذکر کرے تو گنہگار نہیں ہوتا۔ پانچاں کے وقت قبل کی طرف مذکر کرے اور بیٹھے کرے بھی جائز ہے۔ خواہ غاروں میں ہو یا میدانوں میں۔“
 (بحوالہ فقہ رحمہ یہ نکاح صفحہ ۱۲-۱۳۔ از محمد ابوالحسن مصطفیٰ فیض الہاری۔)

مسئلہ نمبر ۲

”پاک ہے جو فحائل درندہ سے کا۔“
 (بحوالہ فقہ رحمہ یہ۔ از محمد ابوالحسن مصطفیٰ فیض الہاری صفحہ ۲۳)
 اس سے معلوم ہوا دلہا بیدل کے نزدیک خنزیر کا بھی جو خفا پاک ہے۔

مسئلہ نمبر ۳

”چزار گتے سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اور خنزیر کا چہرہ بھی رگتے سے پاک ہو جاتا ہے۔“
 (بحوالہ فقہ رحمہ یہ۔ از محمد ابوالحسن مصطفیٰ فیض الہاری)

مسئلہ نمبر ۴

”مٹی ہر چند پاک است۔“ یعنی مٹی ہر لحاظ سے پاک ہے۔

(بحوالہ فقہ رحمہ یہ۔ از محمد ابوالحسن مصطفیٰ فیض الہاری)

امام مالک اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ انسان کی مٹی ٹا پاک ہے۔ مگر وہاں سے دو ایک انسان کی مٹی پاک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پھر یہ غسل بھی نہیں کرتے ہوں گے اور کپڑے پر لگی رافٹی ہوگی۔ اور یہ ہر نماز پر ہوتے ہوں گے۔ تو پھر ان کی نماز کیسی ہوگی۔؟ پھر جو لوگ ہوں۔ غرض سے ان کے پیچھے جا کر نماز پڑھتے ہیں۔ ان کی نمازوں کا کیا حال ہوگا۔؟
 اور حرمہ کیجئے

مسئلہ نمبر ۵

”زیادہ ترجیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کے علاوہ باقی تمام جانوروں کی مٹی پاک ہے۔“
 (بحوالہ فقہ رحمہ یہ۔ از محمد ابوالحسن مصطفیٰ فیض الہاری)

مسئلہ نمبر ۶

”اگر قتل اور ذبح کے سوا کسی جگہ سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ہوتا۔“
 (بحوالہ فقہ رحمہ یہ۔ صفحہ ۶۱۔ از محمد ابوالحسن مصطفیٰ فیض الہاری)

مسئلہ نمبر ۷

”اور اس طرح نہیں ہوتا وضو تکبیر پھونکنے سے کہ وہ بھی مانند فطرون کے ہے۔“
 (بحوالہ فقہ رحمہ یہ۔ از محمد ابوالحسن مصطفیٰ فیض الہاری)

مسئلہ نمبر ۸

"اسی طرح وضو نہیں ٹوٹا سکی گوائے سے"

(بحوالہ فقہ محمدیہ، زاد المعاد، حسن مصنف فیض الہادی)

معلوم ہوا کہ نماز کے اندر دو ہاتھوں کے دھوکا کوئی اعتبار نہیں... تو جب وضو نہیں تو

نہا کیسی؟

مسئلہ نمبر ۹

دو ہاتھ کے نزدیک کتا، خنزیر، شراب، پہنچے والا خون، یہاں تک کہ مردار بھی سب

پاک ہیں۔

"پس دھوئے بغس میں ہونے تک وغیرہ پلید ہونے پر مردوم مسلوح و حیوان مردار

نا تمام است" یعنی کتے اور خنزیر کو بغس میں کہنا اور شراب، پہنچے والے خون اور مین مردار کا

پلید ہونا صحیح نہیں۔ (بحوالہ عرف الہادی، صفحہ ۱۰)

مسئلہ نمبر ۱۰

دو ہاتھ کے نزدیک کچھ کھانا جائز ہے۔

بحوالہ صیغہ است یعنی کچھ کھانا ہے۔ (عرف الہادی صفحہ ۲۳۵)

مسئلہ نمبر ۱۱

دو ہاتھوں کے نزدیک کتا کنویں میں گر جانے تو کتا اس پاک ہے جب تک اس کا

رنگ، بو اور حرارت بدلے۔

"سوال: چہ فرمایا ہے علماء دین و دین مسئلہ کہ اگر تک در چاہ افتہ چہ حکم است

بہر حال خود، است آں چاہ پاک است۔"

سوال: یعنی کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنویں میں گر

جانے تو اس سے پاک کرنے کے بارے کیا حکم بیان کریں۔

الجواب: کنویں مذکور کا حکم یہ ہے کہ اگر کتے سے گرنے سے پانی کنویں کا خفیہ نہیں

ہوتا بلکہ اپنی حالت پر ہے تو کتا اس پاک ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ مذہبیہ ۱۳۰، مولوی نذیر الحق)

مسئلہ نمبر ۱۲

دو ہاتھوں کے نزدیک جلد و طلاوت ہے وضو بھی جائز ہے

"مجدد و طلاوت ہے وضو نیز ثابت است"

یعنی مجدد و طلاوت ہے وضو بھی جائز ہے۔

یہ ان سرچروں کی فقہ کا حال ہے۔ کہ حال و حرام کی تفسیر ہی غلط ہے۔ عجیب عجیب

سے مسائل کھڑے ان کی حالت ہے۔

لے چلو مہینے کو چارہ گرو
 مجھ کو طیبہ کی ہوا چاہیے
 نعمتیں دونوں عالم کی دیکر مجھے
 پوچھتے ہیں بتا اور کیا چاہیے
 مرض ہے میرے آقا ! نظریہ
 آپ نے دو عالم کی دولت ملی
 اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے
 ہاتھ میں دامنِ معظفٰی ۛ آسمیا
 اس گنہگار کو ۛ اور کیا چاہیے

تیسرا حصہ
 وہابیوں دیوبندیوں کے

۱۲ عقائدِ باطلہ

اور
 اہل سنت والجماعت کے

۱۲ عقائدِ صحیحہ

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱

دیوبندیوں، وہابیوں کے نزدیک خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

"مکذّب (جھوٹ) کو اصل حجت باری تعالیٰ ہے، اگرچہ تعالیٰ شانہ کلام کو جب پر قادر نہ ہوگا تو قدرت الہی اللہ قدرت ربانی سے زائد ہو چکے گی۔" (امام رشیدی ج ۵ ص ۲۰۱)

صحیح اسلامی عقیدہ

"اللہ تعالیٰ سے جھوٹ محال بالذات ہے۔"

چنانچہ قرآن کریم سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۱ میں ارشاد فرمائی ہے۔

اِنَّ الْمَلٰٓئِیْنَ یَقْسُرُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الْكَلْبَ لَا یُفْلِحُوْنَ مَنَعٌ فَبِیْنِیْ
وَالْهَمِّ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔

(ترجمہ) بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افتراء کرتے ہیں وہ بھی فلاح نہیں پا سکیں گے۔ اس دنیاوی زندگی کام برتنا قصور ہے (پس آخر) ان

کیلئے دردناک عذاب ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا اصرار لگانے والے بھی فلاح نہیں پا سکیں گے۔

بلکہ وہ تو جنت کی ہوا بھی نہیں پا سکیں گے۔۔۔ ہم دوتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حالت ہی سے مرتب ہوئے ہیں مگر انہوں نے اگر اشاعت التوحید سے یہ خود ساختہ تمکید اور اللہ تعالیٰ کے بھی تمسخر کیا۔

چنانچہ قرآن کریم سورہ صافات آیت نمبر ۲۷ میں ارشاد رب العالمین ہے۔

وَمِنَ الْمَلٰٓئِیْنَ مُنٰبِیُّ الْفٰتِرِ عَلٰی اللّٰهِ الْكَلْبَ وَهُوَ یُذْخِیْ عَلٰی

الاسلام

(ترجمہ) اور اس شخص سے بڑا مخالف توں ہے؟ جو اللہ پر جھوٹ بانٹتا ہے۔

ما ازبہ وہ اسلام کا انحراف ہے۔

دیوبندیوں وہابیوں کا بھی یہی حال ہے۔ کہ اپنے آپ کو عالم فیاض، حافظ قاری،

مفتی، شیخ باقر آں، مہر فیض اور دیگر کہلانے کے باوجود اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افتراء کرتے

ہیں۔۔۔ تو حقیقت یہ کہ اللہ تعالیٰ سے بڑا کس کی بات کہہ سکے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

چنانچہ قرآن حکیم سورہ النساء آیت نمبر ۸۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ خَدِیْقًا

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ سے بڑا کس کی بات کہتا ہے۔

اسی طرح قرآن پاک کے سورہ النساء آیت نمبر ۱۲۸ میں ارشاد فرمائی ہے۔

وَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ قَلِیْلًا۔

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ سے بڑا کس کی بات کہی معلوم ہو۔

اللہ تعالیٰ کیلئے جھوٹ ممکن بالذات ہے جبکہ دیگر کا جھوٹ ممکن بالمعنی ہے۔ اللہ تعالیٰ

تمام چیزوں سے زیادہ بڑا ہے۔ تو اس کا سچا ہونا واجب بالذات ہونا چاہئے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ

کے صدق اور رسول کے صدق میں فرق نہ ہوگا۔

جھوٹ بولنے کی عین وجوہات

جھوٹ بولنے کی سبب تین وجوہات ہوتی ہیں

۱۔ سبب

۲۔ مایوسی اور

۳۔ خباثت نفس۔ چنانچہ

(۱) جھوٹ بولنے کی پہلی وجہ مایوسی سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی

۱۔ تو یہ ہے کہ اس کا حرم اور محیط ہے کہ کوئی چیز اس وقت بھی اس سے جھٹی نہیں۔

سورۃ آتہ آیت نمبر ۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان الله لا ينفخ على شيء من شيء الا اذن من الله ولا في السماء

آہوں و زمین میں نہ جھکے گا اس سے کچھ بھی پائیدہ نہیں۔

مطہم ہوا روایہ صحیح ہے۔ اس سے کچھ بھی پائیدہ نہیں۔ ۵ تا ۷ آیت ۷

۲۔ وہ تھوڑا قطرہ جو بہتند اس سے طہر میں ہے۔

(۲) ۱۱۔ تباری سے بھی یہ ہے کہ تمام قوتوں و طاقتوں کا سرنیزر ہے تبار۔

مطلق ہے۔

(۳) تہمت ۱۰۔ یہاں ہے نہایت لکھنوی اس سے تو اللہ تعالیٰ اس حجب سے بھی

بے ہے۔ یہاں تمام چیزوں سے بدتر حجب ہے۔ یہ حجب رب تعالیٰ پر محال ہے۔ وہ جملہ

چیزوں سے بے نیاز ہے۔ لہذا جھٹ سے بھی بے ہے۔

نہیں ہے۔ ۱۱۔ یہ حجب اللہ تعالیٰ اپنے من میں نہیں پھر سے تمام حجب جیسے چری نہ

و غیر اللہ تعالیٰ جیسے محال بات میں اس طرہ تہمت بھی اللہ تعالیٰ جیسے محال بات ہے۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲

۱۔ انسان مخلوق ہے۔ اس کے کام کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پسند کوئی امر

نہیں ہوتا کرنا کرے گا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کو اس سے کہنے سے بدھ معلوم ہوتا ہے۔

(نکولہ بلکہ ائیر ان معتمد حسین علی صاحب الدین ہجران صفحہ ۱۵)

صحیح اسلامی عقیدہ ۲

اللہ تعالیٰ وہ ذات کے اور اور اللہ قدرہ کا حرم اس سے کچھ بھی پائیدہ نہیں

ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۃ ہود آیت نمبر ۱۲۳)

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ آسمانوں و زمین کے تمام حجب و چھپنے کوئی چیز و دانو

جانتا ہے۔

پارہ ۱۳۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۹ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا يَكُنْ لَكَ تَعْلَمُ مَا تَكُنْ وَمَا يَنْفَعُ عَلَىٰ اَنْفِ اَنْفِ

فی الاذن ولا فی السماء

(ترجمہ) ۱۔ اس کا ہر وہاں ہے کہ تھوڑا ہے جو تھوڑا چھپتا ہے

اور جو تھوڑا ظاہر کرتے ہیں اور آسمان و زمین میں جو تھوڑا ہے اللہ تعالیٰ سے

چھپا نہیں۔

یہ کس کا عقیدہ ہے؟ حدیث انبیاء و صحابہ علیہم السلام کا کہ آسمان و زمین میں

اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی چھپی نہیں۔ مگر وہابیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ تب تک انسان کوئی کام کر نہیں

لیتا۔ اللہ تعالیٰ کو علم نہیں ہوتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔

اور انہیں ان کی تعلیم کے لئے اور ان کے لئے (پارہ ۱۰، سورۃ طہ ۱۰۱) (ترجمہ) اور ان کو بات نہ کر۔ ہے، تو بیشک وہ جانتا ہے کہ یہ کون سے ہیں جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔

سبز اور انھنی میں فرق

”سر“ یعنی ”مہدی“ رازؑ، سے مراد اونکی بات ہے، جہاں ایک انسان دوسرے انسان سے چھپا ہوا ہے۔ اور ”اخیل“ یعنی ”اس سے رزا“ ”پوشیدہ“ سے مراد وہ غائب بات ہے جس کو انسان نہ دیکھتا ہو اور ہاتھ بھی نہیں چھو سکتا جس کا شکار کام مطلق وقت میں کرنے والا ہوں گے نہیں۔ مطلب یہ کہ وہ کام ابھی اس کی حیثیت ارادہ سے متعلق ہوا اور نہ ہی ابھی اس سے اس کا خیال پہنچا۔

قرآن پاک میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ انسان نے کسی وقت بھی جا کر بڑھل کرنا ہے، کوئی نئی کڑی نہیں ہے، یاد دہی۔ اچھی رو بات جو اس کے تصور میں بھی بات نہیں آتی کہ آج سے اگلے صرہ ہر اس سے کوئی کام ہوئے والا ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے (جو بھی چاہے وہ نہیں) اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ سب کچھ جاننے والا ہے۔ کچھ بھی اس سے چھپا ہوا، اور غنی نہیں۔

مغرور! یہ کیا عقیدہ ہے کہ جب تک انسان کوئی کام کر نہیں لیذا اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں آتا۔ نفل و باللہ من ذالک۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے علم فیہ کے منکر ہیں مگر یہ تو اللہ تعالیٰ کے علم فیہ کے ہی منکر ہیں۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۳

اچھا بندہ ہوں نے خود ایک کچھ شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کسی اور کا نام لیا
جہاں اچھا نام میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ خواہ عین خدمت سے۔

[illegible]

صحیح اسلامی عقیدہ

تقریباً ایک سو دو وز میں۔ تو یہ کیسے! (الحق!) اللہ - اور اس بات کیلئے ہم رسول اللہ -
 پہلی بار میں اس بات پر یقین تھا! اللہ کی عین کسی اور کا کام لینے سے شرف کی بات یہ ہوگا۔ اور
 کام کے لئے! (اور دار و ماوراء سے خارج ہوگا۔ دوسری چیز میں اس نعمت پر! "خیر"۔ جس کی جیسی ہی ہے،
 فقیر و دانی کیلئے۔ فوٹس کا کام لینے سے شرف کی اس بات کا۔ اور اس طرح کیلئے، "ابھی کسی
 طرح سے"۔ یہاں نہیں رہ سکتا۔

یہاں اس نے اس پر جھٹ پر غرور سے لگا ہوا تھی آتا مگر چاہے وہ حضور اقدسؐ
 نے ہر طرف کی تیار ہوا تھی وہ بھی چاہے ہم سب کو دیکھا اس نے مسئلہ تار مٹا دیا۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۴

وہابیہ نے جہنمی نبوت کا فکر بڑھا۔

”آخر آپ ﷺ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی فرض فرمایا ہو ہے تو بھی غایت محمدیہ ﷺ میں فرق نہ آئے گا۔“ (مکرر ترجمہ اناس)

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور اقدس ﷺ آخری نبی ہیں۔ قیامت تک آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کا چھوڑنا گنہگار ہے۔ آپ کوئی اصلی نبی فرضی نہیں آ سکتا۔ آپ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کھلے بند ہو رہا ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَحَاجَتُ الْمُسْلِمِينَ. (آیہ ۲۴۰ سورۃ احزاب آیت نمبر ۴۰)

(ترجمہ) محمد تمہارے باپ نہیں، ہر دین میں سے کسی ایک نے آپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبوت کے خاتم ہیں۔

دوسری آیت کریمہ

وَمَا نُرْسِلُكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا. (سورۃ صہ آیت نمبر ۴۸)

اور نہ بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کے لیے کافی خوشخبری دینا اور ڈرنا۔

سورۃ صہ آیت نمبر ۵۱ نے ارشاد فرمایا۔

النَّاسُ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ. (مکرر لفظی ترجمہ سورۃ صہ آیت ۳۰)

(ترجمہ) میں نے لوگوں اور میرے خدا کوئی نہیں۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

میں نے اور دوسرے نبیوں کی مثال اس کی سی ہے۔ جس کی قیامت ہی انھیں آتی ہے۔ اور اس میں ایک ایسی کیفیت ہے جو دوسری کی۔ انھیں دے گا اس

کے دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انھیں قیامت کے لیے جو سوائے اس ایسے (جو انھیں نہیں ملے گا)۔ (کثرت اما صدق موعود اللہ و ختم

ہی النبیان و ختم ہی المرسلون) قیامت کے میں ایسے ہی قیامت کے میں نہ رہی۔

پھر پھر انھیں دے گا۔ ان کے اور محمدیہ رسالہ بھی ختم کر دیے گئے۔ ظاہر اللہ

کی خواہش۔

سبحان اللہ! ایسی بیکاری مثال یہی ہے۔ نبوت کو یا اور انبیاء کی ہے اور رسالت

انبیاء و رسل علیہم السلام اس کی تو باقی رہی، جب حضور اقدس ﷺ اس کی آخری ایسے

میں نہ رہے جس پر اس رسالت کی تکمیل ہوئی۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ

آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے زمانہ میں نبوت میں یا آپ ﷺ سے زمانہ نبوت کے بعد کسی نبی

ہا کوئی نہیں آ سکتا۔ جب سے مولوی محمد قاسم نوری نے ان کی نبوت کے لیے کھڑا کیا آپ ﷺ

سے بعد بھی کوئی نبی فرض نہ ہوا۔ تو بھی غایت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔ نبوت ہوا کہ

وہابیہ جو نبی ہادی ہائی نہایت ہیں۔ انھوں نے نبی یا نبی قیامت کو قیامت کے نبی کے

بعد کو نبوت کیا۔

بیشک قیامت و نبوت ہر ایک کے لیے ہے۔ حضور اقدس ﷺ آخری نبی ہیں۔

آپ ﷺ نے قیامت میں آپ ﷺ کے زمانہ نبوت میں یا آپ ﷺ کے زمانہ نبوت کے

بعد کسی نبی فرض نہ کر سکتے ہیں۔

دہائیہ کا عقیدہ نمبر ۵

رحمۃ اللعالمین ہوا صرف نبی پاک ﷺ کا خاصہ نہیں۔ چودھویں پندرھویں صدی کا مولوی بھی رحمۃ اللعالمین ہو سکتا ہے۔ (نور اللہ سن ڈالنگ)۔ اہل فتنہ خدمت ہے۔

استغناء کیا فرماتے ہیں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللعالمین مخصوص آغوش خدمت ہے بلکہ پشیمانیوں سے ملنے ہیں۔

اچھے آپ لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کا نہیں بلکہ ہر اولیاء و انبیاء اور صالحین کا ہے۔ جو سب رحمت عالم ہیں۔

صحیح اسلامی عقیدہ

جیسے اللہ تعالیٰ تمام جہان رحمت کے ذریعہ آقا و کاتب ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ بھی اپنے ہمسفر رحمت ہیں۔ اس نے اپنے متعلق فرمایا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَفِی الْعَالَمِیْنَ (سورۃ تہ نجات نمبر ۱)

(ترجمہ) سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہان والوں کا۔

تو اپنے پیغمبر ﷺ کیلئے بھی ارشاد فرمایا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ (سورۃ الانبیاء آیہ نمبر ۱۰)

(ترجمہ) ہم نے آپ کو نہ بھیجنا کبھی رحمت سارے جہان والوں کیلئے۔

جیسے اللہ نے ہر کسی اور کو سب عالمین کیلئے مالک بنا کر بھیجا ہے۔ اور ایسا نہیں ہوا اگر اللہ نے فی الواقعہ ہوگا۔ ایسے ہی حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی بجائے کسی اور کو رحمت اللعالمین ماننا یا نبی شریک فی الوصیاء ہے۔ اور ایسا ﷺ والا مشرک فی الوصیاء ہوگا۔ چونکہ عالمین کیلئے رحمت ہونا یہ نصیحت اور صفت صرف اور صرف ہر راہِ حق کی ہی ہے۔ اس میں کوئی اور شریک نہیں ہو سکتا۔

دہائیہ کا عقیدہ نمبر ۶

دہائیہوں کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے ساتھ رہنے اخوت جزاء خود چھوٹے بھائی ہیں جیسے اور حضور ﷺ کو چاہتا ہوا بھائی کہا۔

(ذات دی کو ذکر کی بھتیجیاں توں چھوٹے)

حوالہ پیش خدمت ہے۔

"اولیاء الانبیاء امام زادہ و صحبہ" جتنے اللہ تعالیٰ کے قرب بند ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور عاجز بند اور غار۔ بھائی ہیں۔ مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی ہے۔ وہ بڑے بھائی ہونے ہم چھوٹے بھائی۔

(بحوالہ تقویۃ الایمان)

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور اکرم ﷺ سارے روحانی باپ ہیں۔ بھائی نہیں۔

قرآن کریم سے اندازہ لگایا۔

وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ إِذْ جَاءَهُ بِآيَاتِنَا أَنِ اطْلُوفْ

(ترجمہ) اور نبی کی بھیجاں ان کی مائیں ہیں (نہیں

نہیں)۔

دیکھ کہ اصول ہے کہ ماس کا باپ باپ ہوتا ہے۔ بھائی نہیں ہوتا۔ باقاخوان بھی بارگاہِ آفاقی جب حضور اقدس ﷺ کی روحانی مائیں ہیں تو آپ ﷺ ہمارے روحانی باپ ہوئے۔ تو پھر جو آپ ﷺ کو بھائی ہے وہ اپنے آپ کے باپ کو قوف اور شریک ہے۔ ایسا ہر راہِ بائیں مان و بھین ہے۔ اور اپنے باپ۔ بھائی ہے۔ تو پھر یہ ہمارا شریک۔ ہر راہِ بائیں مان و بھین ہے۔

عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ أصعابا لكم
بمنزلة أم الداهية عليكم

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے کہ وہ آپ کو اللہ کے رسول بنا دے۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ آپ کے لئے اللہ کا عہدہ قائم ہوا۔ (یونس) میں تمہیں سکھاتا ہوں۔

(بکوالیہ ایڈیٹر محمد ابراہیم ص ۳۷)

جسہ۔ اقدن سے تو فرماتا میں کہ میں تمہارا بارو عالی باپ ہوں۔ بخدی چہ
 شہ بہائی ہیں۔ تو کیوں نہ ہم بخدی کہ کہو سہ اور میں اور حضرت راقدن کا
 نام نہ بتانے تو کھوسا نہیں۔

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۷

وہاں بیویاں، بچے اور ہندوؤں کے گھرانوں کے ساتھ رہنے لگا۔

حوالہ چھٹا خدمت ہے۔

”جس کا نام محمد با علی ہے، اس کی حج کا حکم نہیں“ (بحوالہ آفتاب ص ۷۷)

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور نبی اکرم ﷺ، معجزہ زمین و آسمان و وارث کون و نون...! ہاں اقیانوسِ نبی

جیپ، ادا، مثال، جیپ، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور شاہد رب العالمین ہے۔

ووجدك عائلاً فاعسى، (پارہ ۳۰ سورۃ النبی)

(ترجمہ) اور اے نبی! آپ کو نادر پارچا، پھر آپ کو بخشی کر دیا۔

روبرو آید

وما بقمرا إلا أن أعظم الله ورسوله (سورة قیامت نمبر ۷۷)

(ترجمہ) اور نہیں بدلے لیا انہوں نے، مگر اس بات کا کہ اللہ اور اس کے رسول

چوتھے نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا۔

اختیارات محفظہ کے پورا حادیث

حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:-

تَوْحِیْدُ سَمْعَانِجِ حَزَّالِ الْأَرَضِ فَوْصَعَتْ لَهَا بَدَنُ (بَنَارِی) مُسْلِمِ رَبِّی

(ترجمہ) منیر۔ پاس زمین کے خزانوں کی چوکیوں کی کھیں تو وہ ہے۔

ہاتھ میں رکھ لی گئیں۔

یعنی آپ ﷺ کو ان سب کا مالک بنادیا گیا اور مالک بھی ایسا کہ اختیار والا کہ اپنے اختیار سے جس قدر چاہیں تسلیم فرمائیں اور ارشاد فرمایا۔

وَاللَّهُ مُنْطَقِيٌّ وَالنَّاسُ قَاسِمَةٌ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ دہیتہ والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

کبھی اپنے خزانوں کی قسمیں دی خدا نے، ہر کار دیکھا ہمیں مقدار بنایا ہے یا وہ دیکھا کہ جسے کوئی نہ چوھے، ایسوں کا جس میں یا وہ دیکھا بنایا

اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے میں نے اپنے صیب ﷺ کو کئی بنادیا.... یعنی کون ہوتا ہے؟ وہ کہ جس کے پاس خزانے ہوں اور تسلیم بھی کرے اور حضور میں رکھ دے بھی فرما رہے ہیں کہ مجھے زمین سے خزانوں کی چاہیاں دیدی گئیں اور میں تقسیم کرنے والا بھی ہوں۔

ملکہ ابابلی، نجدی یہ کہتا ہے آپ ﷺ تو بے اختیار نبی ہیں ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ نہ صرف قرآن پاکی بات جنت کا بنایا، مادہ پاک کا بھی انکار کر کے ایک نیا عقیدہ وضع کیا۔

اے آپ سرکار ﷺ کی حکومت، سلطنت کا جھنڈا تو زمین و آسمان پر لہا رہا ہے وہابی کو ہتھ نظر آئے تو سمجھے۔

اے اللہ شاہ تو یمن ﷺ جلالت تیری

فرش کیا عرس چ جاری ہے حکومت تیری

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۸

وہابیوں اور روحانیوں کے نزدیک کسی ولی اور نبی کی کوئی توفیق نہیں۔
"اور دیکھتا ہے جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا۔ وہ اللہ کی شان کے آگے چھوٹا ہے۔" (بحوالہ نقویہ ایمان ص ۱۶)

صحیح اسلامی عقیدہ

اللہ اور رسول ﷺ اور مسلمان عزت دار ہیں۔ ارشاد رب العالمین ہے۔

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِلزُّوْلَةِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ

(پارہ ۲۸ سورہ منافقین آیت نمبر ۸)

(ترجمہ) عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنین ہی کیلئے ہے مگر منافقین کو نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ نبی، ولی، رسول یہاں تک کہ سب مؤمنین عزت والے ہیں، لیکن یہ بدعت، بدعتی اور وہابی کا کوئی ذکر نہ کرنا "ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا..." اولیاء اور انبیاء کو ہمارے بھی زیادہ ذلیل کہہ کر رسولوں، نبیوں، ولیوں کی عزت و شان کے منکر ہو کر منافقین کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ منافقین ہی ایسے بدعت ہیں جو نبیوں، رسولوں، ولیوں کی عزت کو نہیں جانتے۔

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۹

وہابیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مہدیؑ کے جسم پاک میں بنایا گیا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر پستان لگایا گیا اور یہ تصدیق کیا۔
 "میں بھی ایک دن مرکز میں ملنے والا ہوں" بحوالہ ترویج ایمان صفحہ ۳۹

صحیح اسلامی عقیدہ

"میں ان کے جسموں کو نہیں بنائی گئی"

شہید کی حیات جاودانی سے متعلق قرآن کریم کے اندر ارشاد ہوا۔

وَلَا تَحْزَنُوا لِمَنْ يَمُوتُ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرَهُ وَتَأْتُوا بَدْعَكُمْ تَكُونُوا كَاذِبِينَ

(پارہ ۳، سورہ ۳، آیت نمبر ۱۵۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مارے جائیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔

اور یہ مقام پر ارشاد ہے

وَلَا تَحْزَنُوا لِمَنْ يَمُوتُ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرَهُ وَتَأْتُوا بَدْعَكُمْ تَكُونُوا كَاذِبِينَ

(پارہ ۳، سورہ ۳، آیت نمبر ۱۵۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مارے جائیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔

وہ زندہ ہیں، اس لیے وہ آپ کے پاس سے رزق بھی پاتے ہیں

اس آیت میں شہید کی زندگی کے متعلق کسی زمانہ یا کسی جگہ کی اور شہید سے اعمال سے متعلق کوئی چیز نہیں لکائی گئی۔ بلکہ کسی زمانہ میں کسی جگہ پر کسی بھی مقام پر جو کوئی بھی شخص اسلام کی سر بلندی اور عظمت کے متعلق ہے اس کے عقیدے کیلئے اپنی جان کا نذرانہ دے۔ اس سے نظام اعمال سالنہ نہ مگر عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو حیات

جاودانی ملے گا۔

تو ان کے جسموں کے شہید و یا رجا، وہ ان کے جسم سے جدا ہو جائیں گے۔
 جاودانی یعنی ہمیشہ کی زندگی سے، لہذا ہیں۔ لیکن پانچویں: میں ان کے جسموں کو نہیں بنائی گئی
 حدیث میں ارشاد ہوا۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَنْفُسِ الْخَسَادَ الْأَنْفِيَاءَ

فِي اللَّهِ حَتَّى الْخُرُوقِ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹)

(ترجمہ) نہ مال و نہ مال اللہ کے لیے جب تک اللہ تعالیٰ سورتن پر حرام کر دے

وہ اسے نہ لے لیا، جس کو حرام ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نہ کر دے۔ رزق بھی دے

چاہے نہ۔

۱۰۔ نبی حدیث شریف جس کو قتلی شریف سے "دیت" پاتے۔

وَعَنِ ابْنِ قَالٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَنْفِيَاءُ الْخَسَاءُ" فَيُتَوَرَّعُ

بِصَلْوَتِهِ. (رواہ ابی یوسف)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: مال اللہ کے

میں لے لیا، زندہ ہیں ان کی قوم میں نماز بھی پڑھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کا فرمان تو یہ ہو کہ نبی زندہ ہیں اور ان

کے جسموں کو نہیں بنائی گئی۔ اس سے پارہ ۳، سورہ ۳، آیت نمبر ۱۵۳

کے جسموں کو نہیں بنائی گئی۔ اس سے پارہ ۳، سورہ ۳، آیت نمبر ۱۵۳

تو میں نہیں تو اس سے پارہ ۳، سورہ ۳، آیت نمبر ۱۵۳

انہی کو بھی موت آتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے

پھر اس موت کے بعد ہی حیات جاودانی ہے

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۰

روہ جانی ماں دہی خیال کرنا وہابی سے تعجب میں۔

”ایبہ! کہ صاحب کو شکوک ہوا کہ اسے (اشرف علی تھانوی) نے گھر معمرت عاشر آئے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا تو میرا بیٹی مولیٰ اشرف علی تھانوی کا بہن معاش طرف منتقل ہو کر من عورت ہاتھ آئے گی۔ (رسالہ الامراء ۳۱۵ء سیف علی صفحہ ۳۵)“
 ۱۰۰۰ ہاتھ من ڈالک۔

صحیح اسلامی عقیدہ

حضرت اقدس سے کہ یہاں مسلمانوں کی روحانی مائیں ہیں۔

ارضا رب العالمین ہے۔

وَأُو۟لَآئِكَ أَهۡلُهَا يُفۡتَنُۢم یعنی نبی کی یہاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

جوانی ماں کو باندھ لی اس روحانی ماں کو جو اللہ سے نبی کی زوجہ محترمہ ہیں اپنی ہوتی خیال کرنے اس سے بڑھ کر خراجی کون ہوگا؟ سوچو ان کو کس خیالات کتنے گندے ہیں کہ ایک شخص خواب میں اہل اللہ اشرف علی رسول اللہ پنا ہے اور یہ یقین ہو کر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سے خواب بیان کرتا ہے تو مولوی اشرف علی صاحب بچائے اس کے کاس سے تو پیلے کئے۔ اس کو کہتے ہیں کہ تیس طرف اشارہ ہے کہ جس سے تمہاری نسبت ہے وہ شیخ ”سختے ہے“ اور امرائے خواجہ میں دیکھنا ہے کہ انہیں مومنین حضرت مائے صمد علیہ علیہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے گھر پرستی ہیں تو مولوی اشرف صاحب جی ہی جی میں خوش ہو کر کہتے ہیں ”تمہیں عورت ہاتھ آئے گی“ (افسوس ہاتھ من ڈالک)

مسلمانوں غور و مقام ہے۔ جس مذہب کے مقتدا ان کے پیٹنے لیا ہے، افسوس ہوں کہ ماں دہی کی کھینچتیں اور پاپ کو بھائی گئیں، ان سے تعجب میں کیا حال کیا حال ہوگا؟

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۱

وہابیہ سدا یہ اہل رسالت افعال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں۔ مہارت پیش خدمت ہے۔

”انجیل اپنی امت سے آرمناز ہوتے ہیں، تو علوم میں ہی متنازع ہوتے ہیں۔ ہاتھ راجس تو اس میں ہاتھ اتھاتھ اتھی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“ (تقریریں اہل مولوی محمد قاسم قزوینی صفحہ ۱۵)

صحیح اسلامی عقیدہ

نبی کی مہارت تو نبی نہیں لکھی سکتا۔ کچھ جہاں کی مہارت اہل طرف نبی کی مہارت اہل طرف۔ نبی کی مہارت کا وہاں زیادہ ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

يَا أَيُّهَا الْمَوْءُؤۡلِیٰۤیۤنَ اٰلِہٖٓ اَبۡیۡہٖٓ اَوَّلٰیۤیۡنَ اَلَا قَلِیۡلَۃٌ مِّنۡہٗ فَعَلِیۡلَۃٌ وَّ ذُلٌّ عَلَیۡہِ وَ ذُلٌّ عَلَیۡہِ وَ ذُلٌّ عَلَیۡہِ (سورۃ اعراس آیت نمبر ۲۵)

(ترجمہ) اے پیارے اولاد میں سے والے محبوب رات کا چھ حصہ قیام کیجئے۔

آدمی رات پاس سے ہاتھ لگایا اس پر کچھ زیادہ، اور قرآن پاک خوب

ترتیل سے پڑھتے۔

یہ عالم فخر بنی آدم سے جو ریشہ میں لیے ہوئے آرام فرماتے۔ کہ اس حد میں آپ کو گندہ کی گئی ”یہ دنیا اعراس“ یہ لہجہ بگائی ہے کہ محبوب نبی ہوا بیاد رہی ہے۔ جس حالت میں تشریف فرما ہوں اس حالت کا پورا نقشہ کھینچ کر بنا دیا جاتا ہے۔ اور محبوب کی اور قرآن کریم کی آیت سے لہجہ دیا جاتا ہے (سبحان اللہ!) اور پھر نبی پاک کو مہارت میں اکتفا دیا جاتا ہے کہ محبوب رات کا چھ حصہ قیام کر ڈھکھک رات

یا اس سے پہلے کیا اس سے پہلے نہ یاد۔

اب کوئی ہے کہ جس کو عبادت میں اختیار دیا جائے۔ اب ایک۔ اس تو
نیا کوئی ساری زندگی بھی عبادت میں گزارے تو یہ فرمان نازل نہیں ہوگا کہ
آدمی رات گزارا ہو یا اس سے پہلے تم کیا اس سے پہلے نہ یاد۔ تو معلوم ہوا کہ نبی کی
چند لمحوں کی عبادت ایک طرف اور دنیا بھر کے عبادت گزاروں کی عبادت گزاروں کی
عبادت و ریاضت ایک طرف۔ سارے جہاں کے عابدین و ساجدین کی تمام
لما نہ یہاں تک بھیجے سے نبی کا اس کے ایک عباد کے برابر بھی نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ
نبی پاک کا عبادت گزاروں کی مقبولیت یقینی ہے۔ جبکہ دوسری لہاڑوں کی مقبولیت کا
میں کوئی علم نہیں۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۲

وہابیوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ جیسا ہم تو معاذ اللہ کہتے ہیں، مگر یہ کو بھی
حاصل ہے۔ تو فرما ہند من ذالک۔ حلقہ ایمان کی عبادت میں خدمت ہے۔
"آپ کی ذات عقد۔ یہ علم غیب کا حکم لگایا جائے اگر قبول نہیں ہو تو دریافت
طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے بعض غیب مراد ہے یا غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد
ہیں تو اس میں حظ و راز کی بنیاد نہیں ہے۔ ایسا علم غیب تو زید عمر دہی، مجنون بکا، جیج
حیوات و بہم پہلے حاصل ہے۔ (بحوالہ حلقہ ایمان) معتقد ماموں اشرف علی تھانوی
(صفحہ ۷۱)

صحیح اسلامی عقیدہ

اللہ تعالیٰ نے دنیا و مایہا کے تمام علوم غیب کیلئے اپنے پیارے رسول محبوب ﷺ کو
جانی لیا ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے

مَا كُنَّا اللَّهُ لِنُظْلِمَهُمْ خَلَقَ الْمَغِيبَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَخْتَصُ بِمَنْ يَشَاءُ مِنْ

نَبِيَّاهُ (پارہ ۵۰۵۰۵۰۵۰ آیت مران آیت نمبر ۱۷۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ دنیا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے۔ لیکن

اپنے رسولوں میں سے جن کو چاہتا ہے ہم غیب کیلئے چاہتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے" آیت کے اس حصے میں مذکور

مراد یہی ہے کہ دنیا و مایہا کے تمام علوم غیب کیلئے نبی کریم ﷺ کو

میں سے جس کو چاہتا ہے ہم غیب کیلئے جان لیتا ہے" اس فرمانِ مایہا میں حضور

اقدس ﷺ ہم غیب کیلئے اللہ تعالیٰ کے چاہنے میں آگئے۔ اس لئے سرکارِ دو عالم ﷺ کا

صفاتی نام شریف: "وصف محسنی"۔ "للا" "محسنی" جو کہ آیت مذکورہ میں ہے، مفہوم کا یہ ہے۔ جس کا معنی ہے "جن لیتا ہے" اور اسی سے اسم مفعول کا صیغہ "محسنی" ہے۔ جس کا معنی ہے "جن لایا گیا"۔ یہ علم غیب کیلئے حضور ﷺ کی جنہیں نہیں تو اور کیا ہے؟

اور ارشاد ہوا۔

فَلْيَكُ مِنَ الْغَيْبِ الْغَيْبِ مُؤْتِيهِ الْيَقِيْنُ (پارہ ۲ سورہ صودہ آیت نمبر ۴۹)

(ترجمہ) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیں۔

اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اسے نبی اقرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، فیہی خبریں ہیں۔ جبکہ مصطفیٰ اللہ ایمان نے لکھتا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ وہی و جنون اور کتے، بے عقل و کلمہ حاصل ہے۔ غلط فہم من ڈالک۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن بجا جاتا ہے، ہر فرد ایمان اور مہی و جنون پر بھی نازل ہیں، تو ہمارے خیال میں مصطفیٰ مذکور کیلئے جو قرآن شریف نبی کریم ﷺ پر اترا ہے، اس کی اطلاع کسی کا ضرورت ہے۔ بلکہ کسی لاکے یا جنون یا ایمان کتے بے نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آتے۔ اور آؤ آؤ کرے پھر ہے۔ ہاں! افسوس! افسوس! افسوس! یہ بھی وقت آنا تھا۔ کہ نبی زمانہ کسی دیکھیں، کسی امیر، کسی چوہدری، کسی، افسوس، کسی ملک، کسی وزیر، بلکہ پولیس کے کسی معمولی سپاہی کی تو بین اقلی آسان نہیں بھٹی کہ حضور نبی پاک ﷺ کی۔ جس کا دل چاہتا ہے افسوس! مصطفیٰ ﷺ کو افتراف و اعتراف میں ڈالنے کیلئے حضور اقدس ﷺ کی تحریروں، تقریریں تو بین کر لے۔ کوئی پوچھنے والا ہے یا نہیں۔

خدا مخلوق کے ہر بلا سے، خصوصاً آجکل بدعتیہ و علماء سے۔

الحمد لله رب العالمین! کتاب کا یہ حصہ (جس میں وہ باب کے عقائد باطلہ اور

بھراہل سنت و انحراف کے عقائد سمجھ کر پھر ترین و اہل کے ساتھ بیان کیے گئے) بھی اپنے اختتام کو پہنچا۔ میں نے پوری کوشش کی کہ "نبیانی اختصار" کے ساتھ ان اہم ترین ۳۰۰ مسائل و ۱۲ عقائد کو خلاصہ تحریر میں لاسکوں۔ یہ محض اہل سنت و الجماعت کو ان بے بیوں کے اہم فریب سے بچانے کی غرض سے لکھا گیا تھا۔ اگر وہ اس حوالہ کو صاحب تحریر میں کوئی قسم کوئی کی وجہ سے محسوس کریں تو زراہ حاکمیت مطلق فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی درستی کی جاسکے۔

اختتامی دعا

اے میرے پیارے مولا! امدت اپنے دیا۔۔۔ صلیب ﷺ کا اس تحریر کو قبول و منظور فرما اور امدت "مصطفیٰ ﷺ" کو اپنے لوگوں میں مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنے کی "عقائد باطلہ سے بچنے کی" عقائد سمجھانے کی اور اعمال صالحہ نبی ﷺ کی توفیق عطا فرما۔

یہ تحریر مرکزی جامع مسجد محمدیہ نوربہ مولا کا کوئی ضلع جہلم یا ستان میں شروع کی گئی تھی اور آج جامع مسجد نوربہ "اسٹیشن" برٹش "برطانیہ" میں 23 مئی 2001ء ہفت صبح ساڑھے سات بجے ختم ہوئی۔

الرحمن الرحیم رحمت رب العزیز

حافظ محمد زمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد نوربہ "۲۳ مئی ۲۰۰۱ء" برطانیہ

اسٹیشن "برٹش" برطانیہ

دیجے گمراہی کے پتہ و چراغ اور دین کے منصفہ انسان اور
 • فضا کے میلاد مصطفیٰ • فضا کی علم و دین • قانوینچہ جلالیہ • فضا کی علم و دین
 مراکت العوام کے منصفہ دارالعلوم جلالیہ تفتیشیہ کے نتیجہ اور
 ماز عالم دین

حضرت علامہ حافظ محمد زمان تفتیشی کا تعارف

لچوڑت :- چوہدری ولد ارشد شیراز گورالہ ٹانڈہ نوائے وقت ۔ جنگ مگلا ڈیم ۔
 ماز عالم دین حضرت علامہ مولانا حافظ محمد زمان تفتیشی منڈی بہاؤ الدین کے
 رہنے والے ہیں ۔ تحصیل بہاؤ الدین کے قریب ایک قصبہ پیر سے "مگلا ڈیم" میں
 پیدائش ہوئی ۔ قلمی معروف حافظ صاحب کے والد محرم حضرت میاں محمد عظیم
 (مرحوم) نہایت ہی فاضل اور اپنے کورس کے پڑھنے والے اور عوام میں سے
 مقبول تھے ۔ اقبال حافظ صاحب دارالعلوم محمدیہ رضویہ بمبھکی شریف سے فارغ
 التحصیل ہیں ۔ اور شیخ القرآن والحديث حضرت سید محمد جلال الدین شاہ
 نور اللہ مرقدہ آسمانہ عالیہ بمبھکی شریف کے خاص شاگردوں میں سے ہیں ۔
 شیخ الحدیث حافظ صاحب معروف پر فاضل شہادت فرمایا کرتے تھے ۔ جناب قہد
 حافظ صاحب گورالہ اور لاہور میں امامت ، خطابت ، درس و تدریس کے فرائض
 سرانجام دے چکے ہیں ۔ اور اب عرصہ ۶۶ سال سے مگلا کالونی کی جامع مسجد محمدیہ رضویہ
 لچوڑت کی حیثیت رکھتی ہے جس میں خطابت امامت کے فرائض بخوبی سرانجام

لے رہے ۔ حضرت قہد حافظ صاحب مگلا کی مگلا میں تشریف آوری سے قبل مگلا
 کے حسن و قریب سے موزم تھا ۔
 قہد حافظ صاحب ۱۹۶۵ء میں حضور قہد عالم حافظ الحدیث سید محمد جلال الدین شاہ
 صاحب بمبھکی شریف کے فرمان عالی شان پر مگلا تشریف لائے اور عرصہ میں سال بعد
 مگلا میں جامع مسجد محمدیہ رضویہ کے نام سے ایک غرضگاہ مسجد کی بنیاد رکھی ۔
 اور دوست احباب کے تعاون سے اس کو تعمیر کیا ۔ اس مسجد کی زیارت کرنے سے
 دل باغ باغ ہو جاتا ہے ۔

قہد حافظ صاحب نے جامع مسجد محمدیہ رضویہ کے متعلق دارالعلوم جلالیہ تفتیشیہ
 کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جس میں کافی تعداد میں طلباء طابات تلامذہ تفریق
 پاک ۔ خط القرآن ۔ تفسیر القرآن کی تعلیم حاصل کر چکے ہیں ۔ قہد حافظ صاحب نے
 چند سالوں سے درس نظامی کی کلاسیں شروع کی ہوئی ہیں جن میں پونہ ہزار طلباء
 وظائفات نمایاں پوزیشن حاصل کر چکے ہیں ۔

حضرت مولانا حافظ محمد زمان تفتیشی نے سرکاری انجمن مہمان مصطفیٰ کی بنیاد رکھی جس
 کے زیر اہتمام ۱۲ ربیع الاول کو مگلا کالونی میں ایک عظیم الشان جلسہ نکالا جاسے
 اور انجمن کے تحت جشن حیدر میلاد النبی کے موقع پر بہت ہی عظیم و شہادت کرنے والوں
 کو انعامات دیئے جاتے ہیں ۔ اور انجمن کے زیر اہتمام ۱۳ ربیع الاول بعد از نماز
 عشا دستار فضیلت بجلد میلاد و یک عظیم الشان جلسہ جرتا ہے ۔

دارالعلوم جلالیہ تفتیشیہ میں مقامی علماء وظائفات کثیر تعداد میں تعلیم حاصل کر رہے
 ہیں ۔ لیکن کس کے علاوہ بیرونی طلباء بھی دارالعلوم میں تعلیم حاصل کر رہے

ہیں۔ جس کے اظہار جات، جملہ حافظ صاحب اور معاونین محضات برداشت کرتے ہیں۔ جملہ حافظ صاحب نہایت ہی فہمناز انسان ہیں۔ اور ان کی سیٹھی گفتگو کی وجہ سے ہی چاہتا ہے۔ کہ ان کے پاس جیسے گران کی باتیں سنتے ہی رہیں۔

قبلہ حافظ صاحب اپنے بہترین اخلاق اور فہمناز رویہ کے تحت یہاں کے عوام و خواص میں خاصے معمول ہیں۔ شب و روز دین کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ جو یہیں گھنٹے میں دو تہائی سے رائے وقت مسجد میں گزارتے ہیں۔ یہ مشاہدہ کے لیے بات ہے۔ کہ ہر جس وقت گئے دن رات صبح و شام سویرا اور عصر حافظ صاحب کو مسجد میں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشرقی رسول کی دولت سے بھی نوازا ہے۔ جو اے جہان نوا اور مغرب پرور انسان ہیں۔ تعلیمات قرآن مجید و محکمات معصومہ علیہ السلام اور شانِ صاحب کے پرچار میں۔

ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ایک سلیحے ہوئے معتف ہیں۔ حافظ صاحب معروف و بد مشہور قاتلانہ سات کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن کی تفصیل حسبِ قول ہے۔

۱۔ فضائل صلوة و سلام

جو عصر حاضر میں درود و شریف کے مقدس موضوع پر نہایت مختصر و مفید انداز میں لکھی گئی ہے۔ ایک ایسی جامع کتاب ہے۔ جس کا ہر جملہ دانشین اور پرمیٹر و گلداد ہے۔ روح کی غذا ایمان کی ضیاء ہے۔ فضیلت درود و شریف اور الطاف نبی کریم ﷺ کے ذکر و تیسل سے مسجد و ربوہ جو جاتی ہے۔

حافظ صاحب موصوف کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ وادمانہ محبت

اور ان کے پیچھے میں دین کی مرثیہ کا واضح ثبوت یہ ہے۔ کہ انہوں نے اس کتاب و فضائل صلوة و سلام کے تقریباً ۲۰۰ نسخے منسوخ و مقامات علمائے کرام طلباء اور عوام و خواص میں مفت تقسیم کروائے۔ مشائخ عظام اور علمائے کرام نے اس کتاب کو پسند کیا۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا ہے۔

۲۔ فضائل علم دین

اس کتاب میں چالیس ان احادیث کی شاندار تشریح کی گئی ہے۔ کہ جن میں فضیلت علم دین، فضیلت طالب علم اور فضیلت عالم دین بیان کی گئی ہے۔ یہ سیس اردو زبان میں ہے۔ عام فہم کتاب ہے۔ ایک ایک جلد دل میں اتر جانے والا ہے۔ اس کتاب کے چار نسخے کے بعد پتہ چلتا ہے۔ کہ حافظ صاحب کو دین سے کتنا لگاؤ ہے۔ اور دین کی ترقی کا کتنا احساس ہے۔ اس کتاب کا پورا خام اربعین فی فضائل علم دین ہے۔ اور اس کتاب کو علمی مکتوں میں خاص طور پر بیعت حاصل ہے۔

فضائل میلاد مصطفیٰ علیہ الخیرہ الثانی

حافظ صاحب قبلہ نے ۱۹۹۰ء میلاد و ربیع الاول شریف میں میلاد مصطفیٰ کے عنوان پر کتاب الفہم الکبریٰ علی العالم کی فصل فی بیان منسل مہ لادائیں سے چودہ اقوال صحابہ و زہد گان دین کا ترجمہ عربی بعنوان فضائل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا۔ حدیث پیش کرنے کے لئے... کی بنا پر اس کتاب میں خواص میں مفت تقسیم کر دی۔

حافظ صاحب بخش ہے ادبی اکبر کا محفل
کی جانب ان کی سویا میں تھیں ایسا کہ اولاد
جہر جہاں دیکھ کے کھاولی کو بلانڈا
حافظ محمد زمان جی جیسے میران جی

۳۔ قانونیہ جلالیہ

قبیلہ حافظ صاحب کی محنت اور قابلیت کا اس کتاب سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ لغت پر قلم اٹھانی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

قارئین کرام! میں نے قبیلہ حافظ محمد زمان نقشبندی صاحب کو طوالت میں عبارت میں دیکھا ہے۔ اور میں نے صاحب کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ میرا بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ حافظ صاحب نہایت سفید پریشان آدمی ہیں۔ چکر تپ کا تعین اور طباعت کے مراحل سے گزر کر منظر عام پر آ جانا۔ یہ اہم مسامت ہرزہ ہونی ہے۔ کے مطابق سمجھتا ہوں کہ حافظ صاحب کا اس میں اپنا کمال نہیں۔ بلکہ خدمت نے ان کو دین کی خدمت کے لئے جن لایا ہے۔

۵۔ فضائل و مسائل اعتکاف

اس کتاب میں حافظ صاحب قبیلہ نے اعتکاف کی فضیلت اور اعتکاف شریف کے مسائل جیسے اچھے اور عام فہم انداز میں بیان فرمائے۔ اور حافظ صاحب کی طرف سے یہ کتاب پاکستان اور آزاد کشمیر میں ہر سال میں مفت تقسیم کی جاتی ہے۔

بعض برادر قدس شیخ القرآن حضرت مولانا حافظ محمد عال نقشبندی
اذی: قاضی محمد اکبر مشکلاہلٹ

حافظ محمد زمان جی جیسے میران جی۔

میں ان میں سب کچھ داروین تیس جہت گئے ہیں ہر گیس
سب سے سنگین ترین رنگ پارگیں میرا توں ہیں ان تران جی

حافظ محمد زمان جی جیسے میران جی

پیرا میں مبارک کالا رکھ کر کھلے رکھ لیں
جہاں سنی مشق داڑھی نہیں ہر روز ہر روز
یاد رکھو ان کے سب کچھ لیں اللہ داغوں جی

حافظ محمد زمان جی جیسے میران جی

ہر دم سید احمد رندہ اگر نوا ذکر ربانی
قول اپنے دامک پر بند ہے کوئی کو چانی
عاشق دلی کا دامن واد دلیانی
علم اللہ کی خدمت پر جو ہیں رہا امید جی

حافظ محمد زمان جی جیسے میران جی

شام سورج سید احمد رندہ ہاگ بھولا
رنگ پرنگے بولے لاکھ میں اپنا بھولا
نئی اشاعت کو پانی دیکے لیا خوب بھولا
اک عالم نے ان کا لفظ کیا کیسے کہ خلافت جی

حافظ محمد زمان جی جیسے میران جی

منیر جڑھ فرید کو دلی جی جیسے میران جی
میران لے سے کو بیار و دلی جی جی
ہر ایک سے خوشی ہے جیسے میران جی
مرد کا لک جی جیسے میران جی

حافظ محمد زمان جی جیسے میران جی

دوبلہ ہشت گرو اور دہشت جہد جی
اللہ دی میں جہد کے بارے میں لکھو
پیر محمد الہی سوسنا جی جیسے میران جی
لا الہ الا اللہ جی جیسے میران جی

حافظ محمد زمان جی جیسے میران جی

۶۔ فضائل میلاد مصطفیٰ (کامل) علیہ التحیۃ والثناء

یہ اسناد اللہ حافظ صاحب قبلہ کی جیسی کتاب ہے۔ مفسرین کے اعتبار سے یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ اس کتاب میں ۲۰ باب ہیں۔ وہ تک خدا ارکان کی دنیا، حشر، غالب علم کے لئے قبول رحمت۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ۶۰ صفحات عربی شریفین میں میرٹر کہ حافظ صاحب نے تحریر فرمائے۔ ۲۰ صفحات مسجد حرام مکہ شریفین میں۔ اور ہم صفحات مسجد نبوی یوسف مدینہ شریفین میں۔ یہ کتاب خود پڑھیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

حضرت تہذرت نے حافظ صاحب کو جہاں اندرونوں سے نوازا ہے۔ اس کی سب سے زیادہ تہذرت یہ بھی مولیٰ ان میں ہے۔ کہ تراویح اور شعبان میں منبر خیریت انداز میں چڑھتے ہیں اور منزل کی دعائی کا یہ عالم ہوتا ہے۔ جیسے میرا کا پانی بڑی سنسن سے رواں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر خطا شریفین میں آپ کی اقتداء میں کثیر تعداد میں لوگ تراویح ادا کرتے ہیں۔

قبلہ حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی عطا فرمائی۔ قبلہ حافظ صاحب اپنے زیر سایہ تعلیم حاصل کرنے والوں پر بڑی شفقت فرماتے ہیں۔ اور ہر ایک پر یہ پواں ہیں۔ یہ تاثرات صحت پر سے ہی نہیں۔ ہر ایک کے ہیں۔ لیکن اہل شفقت کے باوجود دین کے خلاف شریعت کے خلاف کوئی فعلی ہر جہاں سے گرفت نہیں فرما پا کر سکتے ہیں۔

قبلہ حافظ صاحب کے بڑے بھائی حضرت گرامی مدد مستاد لائق الامور

حافظ محمد اعظم نقشبندی صاحب (مرحوم) کی جید عالم دین تھے۔ اور باج مسجد جمال مصطفیٰ کریم سے شیخ منڈی بہاؤ الدین کے خطیب تھے۔ زندگی کا بیشتر حصہ خدمت دین میں گزار دیا۔

نذرانہ عقیدت

بخدمت اقدس استاد محترم جناب حافظ محمد زان صاحب
(رحمہم اللہ) کے دریاغ مریض سارو کی محرات

داخلہ کیا ہے ہم نے ترجمہ القرآن میں
دیکھئے کیا لکھا جائے گا میری
ان کے معین سے غالی کوئی گوشہ نہیں
دس کے سا کوئی ان کا پیش نہیں
اپنا فرض اس خوبی سے نبھایا ہے
حضور کی رحمت کا ان پر سایہ ہے
مشعلیں خود گئے نہ بزدل دل کے
دیکھ کا ملاں اہل غفلت کے جڑے
سیکڑوں کو نافرمان قرآن فرمایا ہے
بہت کو منقطع قرآن کر لیا ہے
درس نظامی میں غریب پڑھایا ہے
فقہ تفسیر کے سرفقہ سمجھایا ہے
تہجد کے لئے اندھا بنا کرے مولیٰ ان کا
درد و چراگہ رسالت میں بھول ان کا
اکرم تھے بھی منزلی غضب ہو جائے گی
دور مشرب محمد عربی کی دید ہو جائے گی

سلسلہ قادریہ سے خلافت و دستار خلافت

قرن ۱۹۹۲ء میں حضرت قبلہ حافظ صاحب کی تصنیف کردہ کتاب فضائل میلاد مصطفیٰ علیہ السلام کی رونمائی کے لئے عظیم الشان مغل میلاد انجمنیہ علیہ السلام منعقد ہوئی۔ جس میں حضور قبلہ مناعہ اسلام شہان اسامیہ متبع فیض و برکات

عزائی دوران جامع دیوبند مال خطیب پاکستان حضرت علامہ حافظ قادری پیر
سید صاحبزادہ محمد عرس قادیان صاحب لطیفہ مجاز آستانہ عالیہ قادریہ
بنیاد و شریف نے حضرت قبلہ حافظ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی دینی مذہبی
قدسی تعین خدمات جلیلہ رفیعہ کی اپنے مخصوص انداز فکر اور اپنے مخصوص اساتذہ
سے بڑی خوبصورت تہذیب عزائی اور سلسلہ قادریہ سے **علاقہ** حلقہ راز
اور اپنے لورانی مضمون سے **مستأخرات** ہیں سر پر ہانڈی اور
محقق اہلسنت کا لقب ہیں معارفی۔

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان کیلئے خدمات

محقق اہلسنت حضرت مولانا پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری صاحب ۱۹۹۳ء
سے لے کر ہر سالہ ورکشاپس امتحان میں مختلف امتحانی سنٹر ہیں ناظم امتحان
(سینئر سپرنٹنڈنٹ) کے عہدہ پر فائز ہو کر طلبہ کے ملک گیر ادارہ تنظیم المدارس
(اہلسنت) پاکستان کی خدمت کر رہے ہیں۔

جامعہ احسن القرآن سنٹر وید میں سالانہ امتحان کے لئے ۱۹۹۲ء میں ناظم امتحان
(سینئر سپرنٹنڈنٹ) کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بنیاد وید پیر نور مسٹر امتحان تھو شمالی میں ۱۹۹۳ء سالانہ امتحان
کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بنیاد وید پیر نور مسٹر امتحان مسجد فیڈو ڈی کٹر فٹش دا ۱۹۹۳ء
میں امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بنیاد وید پیر نور مسٹر امتحان بڑھ کالونی میں ۱۹۹۵ء کے سالانہ
امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بنیاد وید پیر نور مسٹر امتحان بڑھ کالونی میں ۱۹۹۵ء میں امتحان
کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ اویسیہ بنیاد وید پیر نور مسٹر امتحان مرکزی جامع مسجد بنی عہد الحکیم پیر نور میں
جنوری ۱۹۹۵ء سالانہ امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

محقق اہلسنت پیر حضرت قبلہ حافظ صاحب نے تنظیم المدارس کی ہدایت اور اصول
و ضوابط کے مطابق ہر سال ہر بار امتحان لے کر تنظیم المدارس کے دکار کر رہے ہیں،
اگر کوئی امیدوار نقل لگا سہا پکا جائے تو اس کی مطلوبہ گرفت کرتے ہیں۔ اور
اگر کوئی ایسے امیدوار کی صفائی کے متعلق درخواست کرے تو قبلہ حافظ صاحب
ارشاد فرماتے ہیں: یہ تنظیم المدارس کے سامنے فرائض نہیں کر سکتا۔ حضرت پیر
قبلہ حافظ صاحب ارشاد فرماتے ہیں: انہی کے بار امتحان میں قبول کا بازار گرم ہوتا
ہے۔ اور طلبہ امتحان کے دوران ایس ایس ٹی شرفناک مرتب کرتے ہیں۔ جو بخالی
بیان ہیں۔

۱۹۹۳ء سے لیکر ہر سال ایک سال کے قلیل عرصہ میں قرآن پاک ختم

حضرت قبلہ حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جہاں اور طریقوں سے فرائض ان
میں سے ایک سے بھی ہے کہ ہر سال ایک سال کے قلیل عرصہ میں قرآن پاک
ختم فرماتے ہیں جو کہ کم و بیش رمضان کی نماز کو شروع ہوتا ہے۔ انہیں شعبان
افتخار کو نماز عشا میں ختم ہوتا ہے۔ پاکستان میں شاید ایس کوئی مثال نہ ہے۔
اور مرکزی جامع مسجد مجھ پیر نور میں سالانہ کالونی کے نمازیوں کی خصوصیت اور
فرض نصابی ہے۔

مرآت الدعوائی لکھ کر حضرت پیر قیصر حافظ صاحب نے طلباء اور طالبات
 پر احسان عظیم فرمایا ہے اور راجی دنیا تک حضرت پیر قیصر حافظ صاحب کا نام آروشن
 رہے گا۔ اسے محدود وسائل میں ۵۵۸ صفحات پر مشتمل کتاب کی عبارت قیصر
 حافظ صاحب کا بڑا کارنامہ ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَبْعَيْنِ



فضائلِ علم دین

مؤلف

حافظ محمد زمان نقشبندی

کتابخانه علم و ادب
کتابخانه علم و ادب

شعبه نشر و توزیع

وَالْعُلُومِ حَمْدُ اللَّهِ نَقِصْبُكَ بِهِ جَسَدُ مَنْظَرِ كَاوُنِي